17

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

5 مئی 2004ء — 14 ربیع الاوّل 1425

www.tanzeem.org

اس شمارے میں

سپین بمقابلہ پاکستان

قضیۂ فلسطین
تاریخی پس منظر اور ہولناک مستقبل

شہباز شریف کی واپسی

حسن معاشرت

سود پر مبنی ریزرو بنک کاری
بے پناہ استحصالی قوت

تربیت کی اہمیت

عالم اسلام کی ہفتہ وار ڈائری

صبح سعادت (تحریکی نظم)

کاروانِ خلافت: منزل بہ منزل

دین فطرت، دینِ قیم

اگر عالم بشریت کا مقصد اقوام انسانی کا امن، سلامتی اور ان کی موجودہ اجتماعی ہیئتوں کو بدل کر ایک واحد اجتماعی نظام بنانا قرار دیا جائے تو سوائے نظام اسلام کے کوئی اور اجتماعی نظام ذہن میں نہیں آ سکتا۔ کیونکہ جو کچھ قران مجید سے میری سمجھ میں آیا ہے، اس کی رو سے اسلام محض انسان کی اخلاقی اصلاح ہی کا داعی نہیں، بلکہ عالم بشریت کی اجتماعی زندگی میں ایک تدریجی مگر اساسی انقلاب بھی چاہتا ہے۔ جو اس کے قومی اور نسلی نقطۂ نگاہ کو یکسر بدل کر اس میں خالص انسانی ضمیر کی تخلیق کرے۔ تاریخ ادیان اس بات کی شاہد عادل ہے کہ قدیم زمانے میں 'دین' قومی تھا، جیسے مصریوں، یونانیوں اور ہندیوں کا۔ بعد میں نسلی قرار پایا جیسے یہودیوں کا۔ مسیحیت نے یہ تعلیم دی کہ دین انفرادی اور پرائیویٹ ہے۔ جس سے بدبخت یورپ میں یہ بحث پیدا ہوئی کہ دین چونکہ پرائیویٹ عقائد کا نام ہے۔ اس لئے انسانوں کی اجتماعی زندگی کی ضامن صرف 'اسٹیٹ' ہے۔

یہ اسلام ہی تھا جس نے بنی نوع انسان کو سب سے پہلے یہ پیغام دیا کہ دین نہ قومی ہے، نہ نسلی ہے، نہ انفرادی اور پرائیویٹ۔ بلکہ خالصۃً انسانی ہے۔ اور اس کا مقصد باوجود تمام فطری امتیازات کے عالم بشریت کو متحد و منظّم کرنا ہے۔ ایسا دستور العمل قوم اور نسل پر بنا نہیں کیا جا سکتا۔ نہ اس کو پرائیویٹ کہہ سکتے ہیں۔ بلکہ اس کو صرف معتقدات پر ہی مبنی کہا جا سکتا ہے۔ صرف یہی ایک طریق ہے جس سے عالم انسانی کی جذباتی زندگی اور اس کے افکار میں یک جہتی اور ہم آہنگی پیدا ہو سکتی ہے۔ جو ایک امت کی تشکیل اور اس کی بقا کے لئے ضروری ہے۔

امت مسلمہ، جس دین فطرت کی حامل ہے اس کا نام 'دین قیم' ہے۔ دین قیم کے الفاظ میں ایک عجیب و غریب لطیفہ، قرآنی مخفی ہے۔ اور وہ یہ کہ صرف دین ہی مقوّم ہے، اس گروہ کے امور معاشی اور معادی کا جو اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی اس نظام کے سپرد کر دے۔ بالفاظِ دیگر یہ کہ قرآن کی رُو سے حقیقی تمدنی زندگی یا سیاسی معنوں میں 'قوم' دین اسلام ہی سے 'تقویم' پاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن صاف صاف اس حقیقت کا اعلان کرتا ہے کہ کوئی دستور العمل جو غیر اسلامی ہو نامقبول اور مردود ہے۔

ماخذ: مارچ 1938ء

تحریر: علامہ محمد اقبال

ڈاکٹر اسرار احمد

سورۃ آلِ عمران (آیات 19 تا 22)

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

﴿اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَھُمُ الْعِلْمُ بَغْیًا بَیْنَھُمْ ؕ وَمَنْ یَّکْفُرْ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ فَاِنَّ اللّٰہَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ o فَاِنْ حَآجُّوْکَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْھِیَ لِلّٰہِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ؕ وَقُلْ لِّلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ وَالْاُمِّیّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ؕ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اھْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْکَ الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰہُ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ o اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ حَقٍّ ۙ وَّیَقْتُلُوْنَ الَّذِیْنَ یَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ o اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ز وَمَا لَھُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ o﴾

''دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہے۔ اور اہلِ کتاب نے جو (اس دین سے) اختلاف کیا تو علم حاصل ہونے کے بعد آپس کی ضد سے کیا۔ اور جو شخص اللہ کی آیتوں کو نہ مانے تو اللہ جلد حساب لینے والا (اور سزا دینے والا) ہے۔ اور اے پیغمبر اگر یہ لوگ تم سے جھگڑنے لگیں تو کہنا کہ میں اور میرے پیرو تو اللہ کے فرمانبردار ہو چکے۔ اور اہلِ کتاب اور اَن پڑھ لوگوں سے کہو کہ کیا تم بھی (اللہ کے فرمانبردار بنتے اور) اسلام لاتے ہو؟ اگر یہ لوگ اسلام لے آئیں تو بے شک ہدایت پالیں اور اگر (تمہارا کہا) نہ مانیں تو تمہارا کام صرف (اللہ کا پیغام) پہنچا دینا ہے۔ اور اللہ (اپنے) بندوں کو دیکھ رہا ہے۔ جو لوگ اللہ کی آیتوں کو نہیں مانتے اور انبیاء کو ناحق قتل کرتے رہے ہیں اور جو انصاف (کرنے) کا حکم دیتے ہیں اُنہیں بھی مار ڈالتے ہیں اُن کو دکھ دینے والے عذاب کی خوشخبری سنا دو۔ یہ ایسے لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا اور آخرت دونوں میں برباد ہیں اور ان کا کوئی مددگار نہیں (ہوگا)۔''

اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ اور منظور شدہ دین تو صرف ایک ہی ہے اور وہ ہے الاســلام۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۃ البقرہ میں زیادہ زور ایمانیات پر ہے۔ شروع میں بھی ایمانیات' درمیان میں آیت البر میں بھی ایمانیات اور آخر میں بھی ایمانیات کا ذکر ہے۔ جبکہ سورۃ آلِ عمران میں زور اسلام پر ہے۔ یہاں بھی بتایا کہ دین تو اللہ کے ہاں بس اسلام ہی ہے۔ ابھی آگے بیان ہو رہا ہے ﴿وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ﴾ ''جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کو قبول کرے گا وہ اس کی جانب سے اللہ کے ہاں منظور نہیں ہوگا''۔ یہ اسلام ہمیشہ سے چلا آ رہا ہے حضرت آدم علیہ السلام بھی اسلام پر تھے۔ سارے انبیاء اسلام کے پیروکار تھے۔ اور جن لوگوں نے اختلاف کیا' پگڈنڈیاں نکالیں' غلط راستوں پر مڑ گئے اس کا اصل سبب ان کی ضدم ضدا اور Urge to dominate تھی' باوجودیکہ ان کے پاس علم صحیح آ چکا تھا۔ اور جو کوئی اللہ کی آیات کا انکار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو حساب لیتے دیر نہیں لگے گی۔ پھر اے نبیؐ اگر یہ لوگ آپ سے حجت بازی اور مناظرے کرتے ہیں تو آپؐ ان کو آخری بات دوٹوک کہہ دیجئے کہ دیکھو میں نے تو اپنا چہرہ اللہ کے سامنے جھکا دیا ہے اور انہوں نے بھی جو میرا اتباع کر رہے ہیں۔ ہم نے ایک راستہ اختیار کر لیا ہے۔ ﴿لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ﴾ ''تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین''۔ ہمارا تو یہ راستہ ہے' تم جدھر جانا چاہو جاؤ' جس کھائی میں گرنا چاہو گرو۔

اور اے نبیؐ! کہہ دیجئے اہلِ کتاب یہود و نصاریٰ سے اور اُمیین یعنی مشرکین عرب سے کہ تم بھی اسلام لاتے ہو یا نہیں؟ اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کرتے ہو یا نہیں؟ اگر وہ اسلام لے آئیں تو ہدایت پر ہو جائیں گے اور اگر وہ رخ پھیر لیں تو اے نبیؐ! آپ پر سوائے پیغام پہنچانے کے کوئی ذمہ داری نہیں۔ آپؐ نے سارا پیغام پہنچا دیا ہماری آیات انہیں پڑھ کر سنا دیں' اب ان کا اپنا choice ہے۔ آپؐ پر ذمہ داری نہیں کہ یہ لوگ ایمان کیوں نہیں لائے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے۔ وہ ان سے حساب لے لے گا۔ یہ اس کا معاملہ ہے۔ آپؐ اپنا فرض ادا کرتے رہیے۔

یقیناً وہ لوگ جو اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں اور انبیاء کو قتل کرتے رہے ہیں اور ان لوگوں کو قتل کرتے ہیں جو عدل کا حکم دیتے ہیں تو ایسے لوگوں کو دردناک عذاب کی بشارت سنا دیجئے۔ عذاب کی بشارت طنزیہ انداز ہے۔ یہ ذکر ہے انبیاء کے ان پیروکاروں کا جو لوگوں کو ظلم اور بے انصافی سے روکیں اور عدل و قسط کی نصیحت کریں۔ چونکہ سچی بات کڑوی لگتی ہے اس لئے ایسے حق پرستوں کو عدل و انصاف کا ساتھ دینے یا سچائی کی تبلیغ کرنے کی پاداش میں جان سے بھی ہاتھ دھونے پڑتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے قتل کے درپے ہونے والوں کو یہاں عذاب کی وعید طنزاً خوشخبری کے الفاظ سے دی گئی ہے۔

یہ وہ لوگ ہیں جن کے تمام اعمال دنیا اور آخرت میں حبط ہو گئے۔ یہ اس لئے فرمایا کہ قریش کو یہ زعم تھا کہ ہم خادمِ کعبہ ہیں' ہم حجاج کی خدمت کرتے ہیں' انہیں کھانا کھلاتے اور پانی پلاتے ہیں' ہمیں ان خدمات کے صلے میں بخش ہی دیا جائے گا۔ تو یہاں بتا دیا کہ پورے دین کو ٹھیک ٹھیک قبول کرو گے تو ٹھیک ہے' ورنہ بڑے سے بڑے خیراتی کام (Charity) اور فلاحی اداروں کا قائم کرنا اللہ کے ہاں کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ ایسے لوگ کسی ثواب کے مستحق نہیں' بلکہ ان کا تو کوئی مددگار نہیں ہوگا۔

فرمانِ نبویؐ

چوہدری رحمت اللہ بٹر

سب سے بڑا جہاد

اِنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَدْ وَضَعَ رِجْلَہٗ فِی الْغَرْزِ اَیُّ الْجِھَادِ اَفْضَلُ؟ قَالَ کَلِمَۃُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ (نسائی)

ایک آدمی نے نبیﷺ سے سوال کیا' اس حال میں کہ آپ اپنا پاؤں رکاب میں رکھ چکے تھے' کون سا جہاد افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ظالم حکمران کے سامنے حق بات کہنا''۔

کیونکہ کوئی شخص اپنی جائداد اور جان کا خطرہ مول لئے بغیر ظالم حاکم کے سامنے حق بات کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیام خلافت کا نقیب

ندائے خلافت

جلد	29 اپریل تا 5 مئی 2004ء	شمارہ
13	8 تا 14 ربیع الاول 1425ھ	17

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر انتظامی: سید قاسم محمود

مجلس ادارت
ڈاکٹر عبدالخالق۔ مرزا ایوب بیگ
سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67۔گڑھی شاہو علامہ اقبال روڈ لاہور
فون: 6316638-6366638 فیکس: 6305110
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 5869501-03
قیمت فی شمارہ: 5 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 250 روپے
بیرون پاکستان
یورپ ایشیا افریقہ وغیرہ (1500 روپے)
امریکہ کینیڈا آسٹریلیا وغیرہ (2200 روپے)
☆☆☆
"ادارہ" کا مضمون نگار کی رائے سے
متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ

سپین بمقابلہ پاکستان

پاکستان اور سپین کے پالیسی بیانات ایک ہی دن اخبارات کی زینت بنے ہیں۔ پاکستان کے وزیر خارجہ میاں خورشید قصوری نے ایک بار پھر کہا ہے کہ پاکستان اپنی فوج اقوام متحدہ کی وساطت سے عراق بھیجنے کے لئے تیار ہے۔ اس کے برعکس سپین کی سابقہ حکومت جو عراق میں اپنی فوج بھیجنے کے لئے اپنے عوام کی مرضی و منشاء کے برخلاف امریکا برطانیہ سے بھی زیادہ بے چین تھی اب وہاں کی نئی منتخب حکومت نے عراق سے اپنی فوج واپس بلانے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ فیصلہ گزشتہ ماہ سوشلسٹ پارٹی کی انتخابی کامیابی کا منطقی نتیجہ ہے۔ نئے منتخب وزیر اعظم کی حیثیت سے حلف اٹھانے کے بعد اگلے ہی مسٹر روڈر گوز زیپاٹیرو نے نئے وزیر دفاع کو حکم دے دیا تھا کہ جتنی جلد ممکن ہو سکے عراق سے اسپین کے 1300 فوجیوں کو واپس بلا لیا جائے۔ اپنی انتخابی مہم کے دوران مسٹر زیپاٹیرو نے اعلان کیا تھا کہ اگر اقوام متحدہ نے 30 جون تک عراق کا سیاسی اور فوجی نظام نہ سنبھالا تو سپین اپنی فوج واپس بلا لے گا۔ سیاسی تجزیہ نگار لکھتے ہیں کہ الیکشن میں ان کی کامیابی کا ایک بڑا سبب یہ اعلان بھی ہوا ہے کیونکہ یہ سپین کے عوام کی خواہشات کے عین مطابق تھا۔ گزشتہ اتوار کو وزیر اعظم نے اپنے ٹیلی ویژن خطاب میں کہا کہ چونکہ 30 جون تک عراق کے سیاسی اور فوجی نظام کے اقوام متحدہ کے تحت آنے کا کوئی امکان نظر نہیں آتا اس لئے سپین عراق سے اپنی فوج واپس بلا رہا ہے۔

سپین کے وزیر اعظم نے جس جرأت مندی اور برق رفتاری سے فیصلہ اور اس پر عمل درآمد کیا ہے اس سے اُن کے تدبر و فراست کا اظہار ہوتا ہے۔ ان کے اس فیصلے کے نتیجے میں حزب اختلاف کی راہ مسدود ہو گئی ہے کہ وہ اس قومی مسئلے پر ان کے خلاف محاذ آرائی کر سکے اور امریکا حزب اختلاف کو مخالفانہ تحریک چلانے کی ترغیب دے سکے۔ اس فیصلے کا ایک اور نتیجہ یہ بھی برآمد ہوا ہے کہ اب سپین یورپ کی دو بڑی طاقتوں جرمنی اور فرانس کے زیادہ قریب ہو گیا ہے جن کو پہلے ہی عراق میں امریکا کے سازشی کردار کا یقین تھا۔

ہمیں امید ہے کہ سپین کے وزیر اعظم کے اس دانشمندانہ فیصلے کی پیروی میں دوسرے ممالک بھی عراق سے اپنی فوجیں واپس بلانے پر غور کریں گے جن میں ہنگری پرتگال ہنڈوراس سلواڈور اور ڈومیکن ری پبلک شامل ہیں۔ ان ملکوں نے عراق سے اپنی فوجیں واپس بلانے کے حوالے سے غور و خوض شروع کر دیا ہے۔ جبکہ تازہ خبر کے مطابق عراق میں جس علاقے میں سپین کے فوجی دستے تعینات تھے اس کا کنٹرول سنبھالنے کے لئے وہاں امریکی دستے بھجوائے جا رہے ہیں۔ حکومت سپین کے اس فیصلے نے دوسرے ملکوں کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ آخر وہ کیوں امریکی مفادات کے لئے اپنی فوجوں کو موت کے منہ میں ڈالے رکھیں۔ حتیٰ کہ برطانیہ جیسے امریکی پٹھو نے بھی اپنی (موعودہ) نئی فوج عراق بھیجنے سے انکار کر دیا ہے۔ لیکن ایک ہمارا پاکستان ہے جس کی وزارتِ خارجہ یہ بڑ ہانکنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتی کہ وہ پاکستانی فوج عراق بھیجنے کے لئے تیار ہے بشرطیکہ وہ امریکا کے زیر حکم نہ ہو بلکہ اقوام متحدہ کے زیر حکم ہو۔ وزیر خارجہ کو یہ معمولی سی بات جو ایک بچہ بھی جانتا ہے کون سمجھائے کہ امریکا اور اقوام متحدہ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ہمیں امید نہیں کہ موجودہ حکومت کبھی خوئے غلامی سے نکل سکے گی۔ اور سپین کے وزیر اعظم کی پیروی میں پاکستان کا وزیر اعظم بھی امریکا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اعلان کر سکے کہ پاکستان ایک آزاد خود مختار اور مقتدر مملکت ہے۔ (مدیر انتظامی)

اور قبرص امن سے محروم رہا

اقوام متحدہ کی اس خواہش کو 75.8 فی صد یونانی قبرصیوں نے مسترد کر دیا کہ متحدہ قبرص یورپی یونین کا حصہ بنے اس کے برعکس 65 فیصد ترک قبرصیوں نے اس عالمی معاہدہ امن کی حمایت کرتے ہوئے یہ ثابت کر دیا کہ امن کے مخالف دراصل یونانی قبرصی ہیں۔

بحیرہ روم میں واقع اس جزیرے کے آٹھ لاکھ باشندوں میں دو لاکھ ترک مسلمان ہیں جنہوں نے 1974ء سے ترک فوج کی مدد سے شمالی قبرص میں اپنی حکومت قائم کر رکھی ہے جس کے سربراہ رؤف دینکتاش ہیں۔ یونانی قبرصی یونانی فوج کے ذریعے اس خطے پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں مگر مضبوط ترک فوج ان کی راہ روکے ہوئے ہے۔ ماضی میں دو بار اس ضمن میں یونان اور ترکی کی جنگ ہوتے ہوتے رہ گئی۔

یونانی قبرص نے 1 مئی 2004ء کو یورپی یونین میں شامل ہو جانا ہے۔ اقوام متحدہ کی خواہش تھی کہ متحدہ قبرص اس اہم اتحاد میں شامل ہو' تا کہ انہیں برابر کے فوائد ملیں۔ اس سلسلے میں 24 اپریل 2004ء کو قبرص میں ریفرنڈم ہوا۔ تقریباً چھہتر فیصد یونانی قبرصوں نے ''نہ'' کہہ کر عالمی منصوبے کی لٹیا ڈبو دی۔

بدقسمتی سے ترک قبرص کو اقوام متحدہ نے تسلیم نہیں کر رکھا کیونکہ اس کے خیال میں ترکی نے اس پر قبضہ کر رکھا ہے۔ یہاں پھر مسلمانوں سے ناانصافی ہوئی ہے۔ اقوام متحدہ یہ کیوں نہیں دیکھتا کہ جب 1974ء میں ترک فوج نے جزیرے پر دھاوا بولا تو یونانی بڑھ چڑھ کر نہتے ترکوں کے قتل عام میں مصروف تھے اور اگر ترک دخل اندازی نہ کرتے تو وہ جزیرے کے مسلمانوں کا صفایا کر دیتے۔

بہر حال یونانی قبرصیوں کی ہٹ دھرمی سے ترک قبرصیوں اور ترکی کا کیس مضبوط ہوا ہے جو شمالی ترک قبرص کو اقوام متحدہ سے ایک علیحدہ ملک کی حیثیت دلوانا چاہتے ہیں۔ انہیں یہ بھی یقین ہے کہ اس معمولی سے خطے پر عائد وہ پابندیاں بھی ہٹ جائیں گی جو انسانی حقوق کی علم بردار طاقتوں نے لاگو کر رکھی ہیں۔

ترکوں کو یہ بھی احساس ہے کہ انہیں اخلاقی لحاظ سے فتح حاصل ہوئی ہے۔ اب یقیناً وہ اس کے مستحق ہیں کہ پچھلے تیس برس سے چلا آ رہا ان کا معاشی استیصال ختم کیا جائے جس کے باعث علاقے کی معیشت پر بہت برا اثر پڑا ہے۔ جب ریفرنڈم کے نتیجے کا اعلان ہوا تو ترک قبرص کے اہم اخبار ''وطن'' نے سرخی جمائی:

''عوام جیت گئے' اب یہ عالمی برادری کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان کی مدد کرے''۔

مالدیپ کا وجود خطرے میں

بحیرۂ ہند کے اس چھوٹے سے ملک میں مسلمانوں کی تعداد سو فیصد ہے مگر یہ بڑھتے ہوئے عالمی درجہ حرارت (گلوبل وارمنگ) کے باعث صفحۂ ہستی سے مٹ سکتا ہے کیونکہ وہاں سمندر کی سطح بڑھ رہی ہے۔ اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ کے مطابق اگر موسموں میں اتار چڑھاؤ رہا اور درجہ حرارت بڑھتا رہا تو اگلے پچیس سے تیس برسوں میں مالدیپ سمیت دنیا کے کئی جزائر نقشے سے غائب ہو جائیں گے۔ اب بھی ان فطری تبدیلیوں سے مالدیپ خطرے سے دوچار ہے کیونکہ اس کے ساحلوں کی زمین رفتہ رفتہ سمندر کھا رہا ہے اور بڑھتے ہوئے صنعتی اور انسانی فضلے کے باعث مالدیپ کے آس پاس سے مچھلیاں غائب ہو رہی ہیں۔ یاد رہے کہ مالدیپ کی معیشت ماہی پروری اور سیاحت پر استوار ہے۔

انصاف کی جیت

ہیگ (ہالینڈ) میں قائم عالمی عدالت کے انٹرنیشنل وار کرائمز ٹریبونل کے جج صاحبان نے قرار دیا ہے کہ 1995ء میں بوسنیا کے شہر سربرینکا میں آٹھ ہزار سرب مسلمانوں کا قتل عام دراصل بوسنیائی سربوں کی دانستہ کارروائی تھی تا کہ علاقے سے مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے مٹایا جا سکے۔ اس عدالت میں مسلم نسل کشی کے بڑے مجرم' جنرل رد اسلاف کرسٹک کے وکلاء نے اس کی سزا کے خلاف اپیل دائر کر رکھی تھی۔ 2001ء میں پہلے ٹریبونل نے اسے 46 سال قید بامشقت کی سزا سنائی تھی۔ کرسٹک کے وکلاء کا کہنا تھا کہ وہ نسل کشی میں ملوث نہیں تھا' مگر سرکاری وکلاء کے مطابق ''اس مجرم نے اتنے ہولناک جرائم کر رکھے ہیں کہ انہیں دیکھتے ہوئے یہ سزا معمولی لگتی ہے''۔

فیصلہ پڑھتے ہوئے عدالت کے امریکی سربراہ' تھیوڈور میرون نے کہا ''ہمارے نقطۂ نظر کے مطابق سربرینکا میں قتل عام نہیں بلکہ نسل کشی کا خوفناک مظاہرہ ہوا۔ اس کے ذمہ داروں کو کڑی سزا ملنی چاہئے تا کہ مستقبل میں کوئی بھی ایسا بہیمانہ عمل نہ کر سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ بوسنیائی مسلمانوں کو ختم کرنے کے لئے یونانی بوسنیائی سربوں نے ان کی باقاعدہ نسل کشی کی''۔

یاد رہے کہ 1995ء میں سربرینکا میں چالیس ہزار مسلمان آباد تھے۔ بوسنیائی سربوں نے ان کا گھیراؤ کر کے انہیں گرفتار کیا اور عورتوں اور بچوں سمیت آٹھ ہزار مسلمان وحشیانہ انداز میں شہید کر دیئے۔ اس قتل عام میں ہزاروں بوسنیائی سربوں نے حصہ لیا مگر عالمی عدالت کے کرتا دھرتا اب تک صرف جنرل کرسٹک کو عدالتی کٹہرے تک لا سکے ہیں۔ بہر حال اس فیصلے سے یہ حقیقت آشکارا ہو گئی ہے کہ 1992ء تا 1995ء کے دوران بوسنیا میں مسلمانوں کی نسل کشی کی گئی اور اب سرکاری وکلاء کے شواہد مضبوط ہو گئے ہیں جن میں سب سے اہم بوسنیائی سربوں کے رہنما' سلوبودان مائلوسوچ کا ہے اسے ''بوسنیا سرب کا قصائی'' کہا جاتا ہے۔

اسرائیل کا ایٹم بم راز نہیں رہا:

یہ نہایت حیرت انگیز بات ہے کہ ایٹم بم رکھنے والی عالمی طاقتیں ان مسلمان ممالک کے پیچھے پڑی ہوئی ہیں جو ایٹم بم رکھنے یا بنانے کی صلاحیت رکھتے ہیں مگر انہیں نہ تو اپنے بم نظر آتے ہیں نہ اسرائیل کے۔ اسے ایک زمانے میں عراق' لیبیا اور ایران سے خطرہ تھا۔ عراق اور لیبیا پیچھے ہٹ گئے اور ایران بھی اقوام متحدہ کو اپنے ایٹمی اداروں کے دورے کروا رہا ہے۔ مگر عالمی ذرائع ابلاغ میں اسرائیل کے ایٹمی منصوبے پر ایک خبر تک نہیں آتی۔ یہ اس بات کی کھلی نشانی ہے کہ عالمی ذرائع ابلاغ پر یہودیوں کا قبضہ ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اسرائیل کے صحرا انکیف میں دیمونا ایٹمی ریکٹر قائم ہے جہاں اس نے کم از کم 100 سے 200 ایٹم بم جمع کر رکھے ہیں۔ مگر امریکا نے کبھی اس پر زور نہیں دیا کہ وہ اپنا ایٹمی منصوبہ بند کرے کم از کم دنیا کے سامنے لائے

واضح رہے کہ امریکی ساختہ ایف سولہ اور ایف چودہ کے دو اسکواڈرن وسطی اسرائیل کے ہوائی اڈے تل نوف میں چوبیس گھنٹے ''الرٹ'' حالت میں رہتے ہیں تا کہ اسرائیلی ایٹمی ریکٹر کو خطرہ ہو تو فوراً پرواز کر جائیں۔ علاوہ ازیں اسرائیل کے پاس جریکو دوم سمیت کئی ایٹمی میزائل ہیں جو پندرہ سو کلومیٹر کی مار رکھتا ہے یعنی ایران کو نشانہ بنا سکتا ہے۔

اسرائیلی ایٹمی منصوبہ امریکی منافقت کی واضح مثال ہے۔ اسرائیل نے ایک سے بڑھ کر ایک تباہ کن ہتھیار رکھے ہوئے ہیں مگر امریکا یہ کہہ کر عراق پر چڑھ دوڑا کہ وہاں وسیع پیمانے پر تباہ کن ہتھیار موجود ہیں۔ مگر ہوا کیا...... کھودا پہاڑ نکلا چوہا۔ اس کے باوجود امریکا مسلسل مسلم ممالک پر دباؤ ڈال رہا ہے کہ غیر مسلح ہو جاؤ۔ ادھر خود اربوں ڈالر خرچ کر کے انسانیت کو فنا کے گھاٹ اتارنے والا جدید ترین اسلحہ بنا رہا ہے۔

عیسائیوں کو دو فرقوں یعنی کیتھولک اور پروٹسٹنٹ میں تقسیم کرنے والے بھی یہودی تھے

فلسطین کا رقبہ ہماری سابقہ ریاست بہاولپور کے برابر ہے‘ لیکن اس کی تاریخ پانچ ہزار سال پر پھیلی ہوئی ہے

سقوطِ بغداد کے وقت اسرائیل کے وزیراعظم شیرون نے صاف کہہ دیا تھا کہ عنقریب عراق پر ہمارا قبضہ ہوگا

ابھی امتِ مسلمہ پر مزید شدید ڈپریشن کا دور آنے والا ہے اور اسے عبرت ناک سزائیں ملنے والی ہیں

قضیہ فلسطین

اس کا تاریخی پس منظر اور اس کا ہولناک مستقبل

مسجد دارالسلام باغ جناح‘ لاہور میں بانیٔ تنظیم محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے 16 اپریل 2004ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

❀ مجھے آج جس موضوع پر گفتگو کرنی ہے —— یعنی ’’قضیہ فلسطین: اس کا تاریخی پس منظر اور اس کا ہولناک مستقبل‘‘ —— یہ موضوع میرے لئے نیا نہیں ہے۔ اس پر میں پچھلے تقریباً پچیس سال سے گفتگو کر رہا ہوں۔ سب سے پہلے اس پر میں نے 1980ء کے لگ بھگ خطاب کیا تھا۔ یہ انقلابِ ایران کے فوری بعد کا زمانہ تھا۔ اس انقلاب کا بڑا زور و شور تھا۔ پوری مغربی دنیا کانپ رہی تھی کہ ایک اسلامی ملک میں اتنا زبردست انقلاب آ گیا ہے۔ اِدھر افغانستان میں روسیوں کے خلاف افغان اپنی سرفروشی‘ بہادری‘ جان فشانی کی تاریخ میں نئے باب رقم کر رہے تھے۔ دنیائے اسلام میں عام خیال یہ تھا کہ اب غلبہ اسلام کا دور شروع ہو رہا ہے۔ میں نے اُس وقت اس حوالے سے عرض کیا تھا کہ یہ ابھار اور جوش ہانڈی کے ابال کی طرح بہت عارضی ہے۔ ابھی امتِ مسلمہ پر شدید ڈپریشن کا دور آنا ہے اور اسے عبرت ناک سزائیں ملیں گی۔ البتہ اس کے بعد پھر یقیناً ایک دور ایسا آئے گا کہ پوری دنیا پر اسلام کا غلبہ ہوگا۔ اس موضوع پر میں نے سن 92ء کے دوران جو مضامین لکھے وہ ’’نوائے وقت‘‘ میں چھپتے رہے۔ کتابی شکل میں یہ 1993ء میں شائع ہوئے۔ ان میں مَیں نے یہ واضح کیا تھا کہ سابقہ اور موجودہ مسلمان امتوں کا ماضی‘ حال اور مستقبل کیا ہے۔ سابقہ امت بنی اسرائیل جن کو اللہ نے کتابِ ہدایت اور کتابِ شریعت تورات عطا کی تھی‘ تقریباً دو ہزار برس تک اس دنیا میں اللہ کی نمائندہ قوم کے منصب پر فائز رہی۔ انہیں 1400 قبل مسیح میں تورات عطا کی گئی تھی اور 610 عیسوی میں آنحضور ﷺ کی بعثت تک وہ امتِ مسلمہ تھے۔ 624ء میں تحویلِ قبلہ کا حکم اس امر کی واضح علامت اور اعلان تھا کہ سابقہ امتِ مسلمہ‘ جس کا مرکز بیت المقدس تھا‘ اب اپنی اس حیثیت سے معزول کر دی گئی ہے اور جو نئی امت اس مقام پر فائز کی گئی ہے یعنی امتِ محمدؐ‘ اس کا مرکز خانہ کعبہ ہے۔ حضور ﷺ کی بعثت تک بنی اسرائیل کی دو ہزار سالہ تاریخ تھی جبکہ تقریباً ساڑھے چودہ سو برس اس امتِ محمدؐ کے ہیں۔ اس پس منظر میں فلسطین کے حوالے سے ایک بڑا پیارا جملہ میری نظر سے گزرا تھا کہ:

Too small a geography
but too big a history.

یعنی فلسطین جغرافیہ کے اعتبار سے تو بہت چھوٹی جگہ ہے‘ اس کا رقبہ ہماری سابقہ ریاست بہاول پور کے برابر ہے‘ لیکن تاریخ اس کی پانچ ہزار سال تک پہنچی ہوئی ہے۔ اس کے مانند دنیا کے کسی علاقے کی تاریخ محفوظ نہیں ہے۔

اس کا آغاز آج سے چار ہزار سال قبل انبیاء کرام کے سلسلے سے ہوتا ہے جب حضرت ابراہیمؑ عراق سے ہجرت کر کے فلسطین میں آئے تھے۔ ان کی قوم کی طرف سے دشمنی کی انتہا یہ تھی کہ آگ میں ڈال دیئے گئے۔ اللہ نے آگ کو حکم دیا تو وہ گل و گلزار بن گئی۔ اس کے بعد حضرت ابراہیمؑ نے فوراً فیصلہ کر لیا کہ اب میں یہاں سے ہجرت کر جاؤں گا۔ یہ اللہ کا قانون رہا ہے کہ جب کسی قوم کی طرف کوئی رسول بھیجا جائے اور وہ قوم اس رسول کی جان لینے پر آمادہ ہو جائے تو پھر اسے ہجرت کی اجازت ہو جاتی ہے۔ حضور ﷺ کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا تھا۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ نے فلسطین کو اپنا مسکن اور مرکز بنا لیا۔ ان کے بیٹے حضرت اسحاقؑ کا مقام بھی یہیں رہا۔ پھر ان کے بیٹے یعنی حضرت ابراہیم کے پوتے حضرت یعقوبؑ نے بھی یہیں قیام کیا۔ ان تین انبیاء کے تسلسل کے ساتھ وہاں قیام کو بھی بنی اسرائیل اپنی تاریخ کا حصہ سمجھتے ہیں۔ حضرت یوسفؑ کے زمانے میں بنی اسرائیل مصر چلے گئے اور چار پانچ سو سال تک وہاں رہے۔ اس دوران فلسطین کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں رہا۔ بنی اسرائیل کے لئے یہ شدید ترین غلامی اور تعذیب کا دور تھا‘ جس سے انہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کے ذریعے سے نجات دی۔ پانچ چھ سو سال قبل محض ستر افراد کا جو قافلہ مصر میں داخل ہوا تھا‘ اب اس کی تعداد چھ لاکھ تک پہنچ چکی تھی۔ وہاں سے حضرت موسیٰؑ اس قافلے کو لے کر فلسطین کی سرحد پر پہنچ گئے اور اپنی قوم کو حکم دیا کہ اب جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ اور اس ارضِ مقدس میں داخل ہو جاؤ۔ لیکن پوری قوم نے کورا جواب دے دیا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: ’’ہم ہرگز داخل نہیں ہوں گے ارضِ فلسطین میں جب تک کہ جو لوگ آج اس پر قابض ہیں وہ وہاں سے نکل نہ جائیں۔ تو جاؤ تم اور تمہارا رب لڑو‘ ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔‘‘ اس پر اللہ کا فیصلہ آ گیا کہ: ’’انہوں نے بزدلی دکھائی ہے تو ارضِ مقدس چالیس برس تک ان پر حرام کر دی گئی۔ اب وہ اس زمین کے اندر بھٹکتے اور بھٹکتے پھریں گے۔ (اے موسیٰ!) اب تم افسوس نہ کرو ان

فاسقوں کے بارے میں کہ ان کا یہ حشر ہو رہا ہے۔'' ان چالیس برسوں کے دوران حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہم السلام کا انتقال ہوگیا۔ وہ ساری نسل جو کہ مصر میں غلام رہی تھی، ختم ہو چکی تھی۔ نئی نوجوان نسل نے حضرت موسیٰؑ کے جانشین حضرت یوشع ابن نون کی سرکردگی میں رفتہ رفتہ پورا فلسطین فتح کرلیا۔ لیکن ایک بہت بڑی غلطی یہ ہوئی کہ پورے فلسطین پر کوئی ایک مرکزی حکومت قائم نہیں کی گئی۔

بارہ میں سے دس قبیلوں نے اپنی چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم کرلیں جبکہ دو قبیلوں کا تاریخ میں سراغ نہیں ملتا کہ کہاں گئے۔ میری ذاتی رائے یہ ہے کہ وہ بھارت میں آ کر آباد ہوئے۔ یہاں کا برہمن وہی یہودی طبقہ ہے جو اُس وقت برہما یعنی حضرت ابراہیمؑ کا نام لے کر یہاں آیا تھا۔ ''صحف ابراہیم و موسیٰ'' کا قرآن مجید میں دو جگہ ذکر ہے لیکن وہ آج ہمارے پاس کہیں نہیں ہیں۔ تورات بگڑی تگڑی ہے تو سہی ناں۔ زبور محرف حالت میں سہی، لیکن موجود تو ہے۔ انجیل کیسی بھی ہو وجود تو رکھتی ہے۔ لیکن آج دنیا میں صحف ابراہیم کے نام سے کوئی کتاب نہیں ہے۔ میری رائے ہے کہ ہندوؤں کے اپنشد درحقیقت حضرت ابراہیمؑ کے صحیفے ہیں۔ یہ رائے میں نے اپنشد کا کچھ مطالعہ کرکے قائم کی ہے۔

بہرحال انہوں نے دس چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم کرلیں، جو باہم دست و گریباں رہنے لگیں۔ آس پاس کی مشرک قومیں ایک دوسرے کے خلاف ان سے مدد لیتیں۔ ہوتے ہوتے ان قوموں کا اتنا اثر و نفوذ ہوگیا کہ تقریباً پورے فلسطین پر وہ قابض ہوگئے اور ان کو اپنے گھروں سے نکال باہر کیا۔ یہ تین سو برس کی تاریخ ہے جو ان حملوں میں بیان ہوئی ہے۔ پھر انہیں ہوش آیا کہ ہمیں تو جہاد کرنا چاہئے۔ چنانچہ وقت کے نبی سے کہا گیا کہ ایک سپہ سالار معین کردیں۔ انہوں نے حضرت طالوت کو معین کیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت طالوت کو جالوت کے مقابلے میں فتح دی۔ یہاں سے یہود کی تاریخ کا زریں باب شروع ہوا، جو میرے نزدیک ان کی خلافتِ راشدہ ہے۔ 1000 قبل مسیح سے لے کر 900 قبل مسیح تک محیط تقریباً 100 برس میں پہلے حضرت طالوت تھے، پھر ان کے داماد حضرت داؤدؑ آئے اور پھر ان کے بیٹے حضرت سلیمانؑ۔ اس کے بعد ان کا ایک دورِ زوال شروع ہوگیا۔ حضرت سلیمانؑ کے دو بیٹوں کے درمیان یہ سلطنت دو حصوں میں تقسیم ہوگئی: شمالی اسرائیل اور جنوبی یہودیہ۔ شمالی سلطنت کا دارالخلافت سامریہ جبکہ جنوبی کا یروشلم تھا۔ آپس کی لڑائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ 700 قبل مسیح میں آشوریوں نے اسرائیل کی شمالی سلطنت ختم کردی، صرف چھوٹی سی جنوبی یہودیہ رہ گئی۔ پھر ان کے ہاں فسق و فجور کا بازار گرم ہوا تو اللہ تعالیٰ نے عراق کے بادشاہ اور اس وقت کے نمرود نبوقد نضر (بخت نصر) کے ہاتھوں ان پر زبردست عذاب مسلط کیا۔ حضرت سلیمانؑ نے جو معبد (ہیکل سلیمانی) بنایا تھا، اسے مکمل طور پر مسمار کر دیا گیا۔ لاکھوں افراد یروشلم میں موقع پر قتل ہوئے جبکہ چھ لاکھ یہودی مردوں، عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا کر بابل لے جایا گیا۔ ڈیڑھ سو برس تک فلسطین یہودیوں سے خالی رہا۔ اس کے بعد ایران کا بادشاہ سائرس منظرِ عام پر آیا، جس نے عراق پر حملہ کرکے نمرود کو شکست دی اور یہود کو واپس جانے کی اجازت دے دی۔

اس وقت حضرت عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تجدیدی و اصلاحی تحریک کے ذریعے بنی اسرائیل کی purgation کی گئی اور مشرکانہ اعمال سے ان کو پاک کیا گیا۔ معبد سلیمانی کو انہوں نے دوبارہ تعمیر کیا اور اسے Second Temple کا نام دیا۔ اس کے بعد ان پر یونانی حملہ آور ہوئے، سکندرِ اعظم یہیں سے گزر کر انہیں تہس نہس کرتا ہوا پنجاب تک آیا اور اس کے سپہ سالار سلیوکس کی ان پر حکومت رہی۔ کچھ عرصے بعد رومیوں نے یہاں پر حکومت قائم کرلی۔ البتہ انہوں نے براہِ راست قبضہ نہیں کیا بلکہ وہاں پر مقامی بادشاہتیں رہنے دیں۔ بہرحال اس زمانے میں ایک عظیم مکابی سلطنت قائم ہوئی، جس نے 170 ق م سے لے کر 63 ق م تک پھر بالکل وہی نقشہ دکھا دیا جو حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہم السلام کے زمانے کا تھا۔ یہ 100 برس ایسے ہیں کہ پورے فلسطین پر یہودیوں کا قبضہ رہا۔ پھر ان کے اندر زوال آیا اور اللہ تعالیٰ نے رومیوں کو ان پر مسلط کیا۔ حضرت مسیحؑ اس زمانے میں مبعوث کئے گئے۔ یہودیوں نے حضرت مسیحؑ کا کفر کیا۔ انہیں 33 یا 34 عیسوی میں اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اٹھا لیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہود کو یوں سزا دی کہ 70ء میں ایک رومن جنرل ٹائٹس نے ان پر حملہ کیا اور یروشلم کی دوبارہ اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ Second Temple گرا دیا گیا۔ 70ء سے آج 2004ء تک 1934 برس سے یہودیوں کا خانہ کعبہ گرا ہوا ہے۔ ٹائٹس نے ایک دن میں ایک لاکھ 33 ہزار یہودی یروشلم میں قتل کئے اور 66 ہزار کو وہ قیدی بنا کر یورپ لے گیا۔ یہودیوں کو فلسطین سے نکلنے کا حکم دے دیا گیا۔ 1917ء تک یہودی فلسطین سے بے دخل رہے ہیں۔

یہ ساری داستان میں نے آپ کو اس لئے بتائی ہے کہ یہودی کہتے ہیں کہ فلسطین کی سرزمین اللہ نے ہمیں دی ہے اور اس پر ہمارا پیدائشی حق ہے۔ آج بدقسمتی سے لبرل مسلمان، یہاں تک کہ میں حیران ہوں کہ بعض وسیع النظر علماء بھی ان کے اس دعوے کو تسلیم کر رہے ہیں۔ اس کے لئے قرآن کے ان الفاظ کا حوالہ دیا جاتا ہے کہ ﴿اَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِیْ كَتَبَ اللّٰهُ اَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِیْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ﴾ (المائدہ: 21) یعنی تمہارے لئے یہ ارض مقدس لکھ دی گئی ہے۔ لیکن اُس وقت یہ چیز اس سے مشروط تھی کہ اگر جہاد کرکے فتح کرلو گے تو یہ تمہاری ہوگی۔ جب انہوں نے جہاد و قتال نہیں کیا تو یہ وعدہ ختم ہوگیا۔ بہرحال ان کا حق نہیں ہے یہاں پر۔ وہ دو ہزار سال پہلے نکال دیئے گئے تھے۔ پوری دنیا میں ان سے شدید نفرت کی جاتی تھی۔ عیسائی یورپ کے اندر انہیں ستایا اور مارا جاتا تھا۔ ان کو شہروں میں داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی اور ان کی بستیاں شہروں سے باہر ہوتی تھیں، صرف دو گھنٹے کا وقت مقرر تھا کہ ضروریاتِ زندگی کی خرید و فروخت کے لئے آ جا سکتے ہو۔ یہ حال تھا ان کا!

فلسطین پر یہودیوں کے دعوے میں عیسائیوں کا بھی ایک بہت بڑا اور مؤثر حلقہ ان کے ساتھ ہے۔ عیسائیوں کو دو فرقوں یعنی کیتھولکس اور پروٹسٹنٹس میں تقسیم کرنے والے بھی یہودی تھے، ورنہ پہلے سب عیسائی ایک پوپ کو ماننے والے تھے۔ پوپ کے خلاف بغاوت یہودیوں نے کروائی اور سب سے پہلے اس کا ظہور انگلستان میں ہوا۔ انگریزوں نے اپنا چرچ ''چرچ آف انگلینڈ'' کے نام سے علیحدہ کرلیا، جو پوپ کے تحت نہیں تھا۔ سب سے پہلا پروٹسٹنٹ ملک بھی برطانیہ تھا اور وہیں پر یہودیوں نے سب سے پہلا ''بینک آف انگلینڈ'' قائم کیا تھا۔ اس سے پہلے دنیا میں کوئی بینک نہیں تھا۔ کوئی سودی معاملہ نہیں تھا۔ پوپ کے زیر اثر کسی بھی علاقے میں سود کی اجازت نہیں تھی۔ یوں پروٹسٹنٹس یہودیوں کے آلۂ کار بن گئے۔ 100 سال پہلے تک پروٹسٹنٹس کا امام برطانیہ تھا، لیکن دوسری جنگ عظیم کے بعد سے یہ جگہ امریکہ نے لے لی ہے۔

عیسائیوں کا معاملہ یہ ہے کہ ارضِ فلسطین سے ان کا بھی تعلق ہے۔ حضرت عیسیٰؑ جہاں پیدا ہوئے، وہ مقام بیت اللحم ہی تھا۔ پھر جہاں انہوں نے تبلیغ کی، وہ سارا علاقہ فلسطین ہی کا تو ہے۔ پھر عیسائیوں کے قول کے مطابق اسی یروشلم شہر کے اندر انہیں صلیب دی گئی۔ تو عیسائیوں کی نظر میں فلسطین مذہبی اعتبار سے ان کا اہم ترین اور مقدس ترین علاقہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے ایک ہزار سال بعد انہوں نے ارض مقدس کو مسلمانوں کے قبضے سے واگزار کرانے کے لئے کروسیڈز شروع کیں۔ ان کروسیڈز کے اندر انتہائی خون ریزی ہوئی اور بحیرۂ روم کے ساحلی علاقوں میں مسلمانوں کی اکثر بستیاں تباہ و برباد ہوگئیں۔ 1099ء میں عیسائیوں نے یروشلم فتح کرلیا اور وہاں لاکھوں مسلمانوں کو قتل کیا۔ یورپی مؤرخین لکھتے ہیں کہ جب عیسائی فاتحین کے گھوڑے یروشلم میں داخل ہوئے تو ان گھوڑوں

کے گھٹنوں تک خون کا دریا بہہ رہا تھا۔ مسلمانوں پر ایسا عذاب آیا۔ لیکن اللہ کا شکر ہے کہ 88 سال بعد 1187ء میں اس نے ایک مرد مجاہد صلاح الدین ایوبی کو اٹھایا۔ انہوں نے عیسائیوں کو شکست دی اور یروشلم واپس لے لیا۔ اس کے بعد بھی تین چار کوششیں ہوئی ہیں۔ کروسیڈز ایک دفعہ نہیں بلکہ کئی دفعہ ہوئے ہیں۔ تاہم اب امریکہ کے پروٹسٹنٹ عیسائی کہہ رہے ہیں کہ فیصلہ کن Last Crusade شروع ہونے والا ہے' جب مسلمانوں کے ایک ایک بچے کو فلسطین سے نکال دیا جائے گا اور یہ زمین پاک کر دی جائے گی۔ The Philadelphia Trumpet کی اشاعت بابت اگست 2001ء میں اس کے ایڈیٹر کی طرف سے یہ عبارت شائع ہوئی ہے کہ

"Most people think the crusades are a thing of the past —— over forever. But they are wrong Preparations are being made for a final crusade, and it will be the bloodiest of all.

اب مستقبل کیا ہے؟ آئندہ کے حالات سامنے آ گئے ہیں۔ سن 70 سے نکالے ہوئے یہودی جن کی انتہائی persecution ہوتی ہے۔ پہلے کروسیڈز میں جہاں مسلمانوں کا قتل عام ہوا ہے' اس کے برابر یہودیوں کا بھی ہوا ہے کیونکہ عیسائیوں کو یہودیوں سے بھی شدید نفرت تھی۔ ایک قوم (عیسائی) حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا مانتی ہے جبکہ دوسری (یہود) انہیں حرام زادہ' واجب القتل' کافر اور مرتد ٹھہراتی ہے (نعوذ باللہ)۔ تو ان دونوں قوموں میں کوئی مصالحت کیسے ہو سکتی ہے؟ یہ تاریخ کا معجزہ ہے۔ یہ یہودیوں کی محنت' جدوجہد' کوشش' سازشی انداز' منصوبہ بندی اور دور اندیشی کا نتیجہ ہے کہ انہوں نے عیسائیوں کو جو یہودیوں کے خون کے پیاسے تھے اور ان سے انتہائی نفرت کرتے تھے رفتہ رفتہ دو فرقوں میں تقسیم کر دیا۔ پروٹسٹنٹس کو انہوں نے اپنا آلہ کار بنایا اور آج پوری عیسائی دنیا ان کے قبضہ قدرت میں ہے۔

یہودیوں کا ایجنڈا کیا ہے؟ آرمیگاڈان کی ایک خبر دی گئی ہے کہ بہت بڑی جنگ ہو گی۔ وہ چاہتے ہیں کہ یہ جلد از جلد ہو جائے' جس کی حدیث میں بھی خبر ہے "الملحمۃ الکبریٰ"۔ تاریخ انسانی کی یہ سب سے بڑی جنگ کئی سالوں پر پھیلی ہو گی۔ یہ جنگ اگرچہ چھوٹے سے علاقے میں ہو گی' لیکن خون ریزی کے اعتبار سے دنیا کی تاریخ کی کوئی جنگ اس کے مساوی نہیں ہو گی۔ تو یہود چاہتے ہیں کہ پہلے تو آرمیگاڈان کے نتیجے میں گریٹر اسرائیل قائم ہو جائے۔ اس کے لئے کوشش ہو رہی ہے۔ ذرا سوچئے کہ امریکہ نے عراق پر کیوں حملہ کیا! ابھی تک کوئی وجہ سامنے نہیں آ سکی۔ کوئی وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیار (WMD) وہاں سے برآمد نہیں ہوئے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ تیل کے لئے کیا گیا۔ قطعاً نہیں! یہ گریٹر اسرائیل کی طرف پہلا قدم ہے۔ 1991ء کی خلیجی جنگ کے اتحادی کمانڈر رانچیف نے بعد میں صاف کہہ دیا تھا کہ We fought for the -protection of Israel. یہودیوں کا claim ہے کہ ہم نے گریٹر اسرائیل بنانا ہے۔ پہلے کہتے تھے کہ فرات تک ہمارا علاقہ ہے' اب کہتے ہیں دریائے دجلہ بھی ہمارا ہے۔ سقوط بغداد کے وقت اسرائیلی وزیر اعظم شیرون نے صاف کہہ دیا تھا کہ عنقریب عراق پر ہمارا قبضہ ہو گا۔ یہ ساری تیاری اس کے لئے ہے۔ یہ یہودی ہیں جو بش اور اس کے ساتھیوں کو چابی دے رہے ہیں۔ یہ اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ 11 ستمبر 2001ء کا واقعہ کرنے والے بھی یہودی ہیں۔ امریکہ میں اب اس بارے میں کوئی تحقیق نہیں ہو رہی کہ 11 ستمبر 2001ء کا واقعہ کس نے کیا تھا! شروع میں کچھ کارروائی ہوئی تھی' لیکن اس کی بعض باتیں لیک ہونے پر معاملہ فوراً ٹھپ کر دیا گیا۔ کیونکہ وہ کھرا تو اسرائیل تک پہنچ رہا تھا۔ بہرحال یہودیوں کا ایجنڈا یہ ہے کہ سب سے پہلے آرمیگاڈان جلد از جلد ہو جائے جس کے نتیجے میں گریٹر اسرائیل قائم ہو۔ وہاں پر وہ اپنا تھرڈ ٹمپل تعمیر کریں گے' جس کے لئے مسجد اقصیٰ اور گنبد صخرا دونوں کو گرایا جائے گا۔ پھر وہاں پر تخت داؤد لا کر رکھا جائے گا اور اس پر وہ مسیحا آ کر بیٹھے گا جس کا انہیں انتظار ہے۔ پروٹسٹنٹ عیسائی بھی یہی کہتے ہیں کہ آرمیگاڈان جنگ جلد ہو' گریٹر اسرائیل قائم ہو اور تھرڈ ٹمپل بنے۔

پروٹسٹنٹ عیسائیوں اور کیتھولکس کے درمیان مذہب کے نام پر جتنی خون ریزی ہوئی ہے' دنیا میں کبھی نہیں ہوئی۔ یورپ میں اس پر جس قدر خانہ جنگیاں ہوئی ہیں' اس کا آپ تصور نہیں کر سکتے۔ سارے پروٹسٹنٹس یہاں سے مار مار کر بھگا دیئے گئے' جو امریکہ میں جا کر آباد ہوئے۔ یورپ کا بڑا حصہ کیتھولکس پر مشتمل ہے۔ سپین' اٹلی' فرانس' جرمنی سب کیتھولکس ہیں۔ پروٹسٹنٹس نے امریکہ کے اندر اپنی نئی دنیا بسائی ہے اور وہاں وہ غالب ہیں۔ یہودی اور پروٹسٹنٹ عیسائی برطانیہ اور امریکہ کو New Israel کہتے ہیں' اس لئے کہ یہاں انہیں طاقت اور کنٹرول حاصل ہے۔ بہرحال کیتھولکس کی چونکہ پروٹسٹنٹس کے ساتھ دشمنی ہے اس لئے درحقیقت اب یورپ میں Last Crusade کی تیاری ہو رہی ہے۔ یورپ کو دوبارہ متحد کیا جا رہا ہے' جیسے کبھی رومن امپائر ہوتی تھی اور پورا یورپ تقریباً ایک بادشاہ کے تحت ہوتا۔ یہ اصل میں پوپ کی طرف سے کروایا جا رہا ہے تاکہ بہت بڑی رومن کیتھولک امپریلزم قائم ہو سکے۔ نیٹو سے علیحدہ ہو کر یورپ کی اپنی الگ فوج بنانے کی تیاریاں بھی اسی منصوبے کا حصہ ہیں۔ پروٹسٹنٹس کا کہنا یہ ہے کہ کیتھولک عیسائی فلسطین کو فتح کرنا چاہتے ہیں' تاکہ یہودیوں اور مسلمانوں کو ختم کر کے وہاں پر کیتھولک عیسائی ریاست قائم ہو جائے۔ بہرحال یہ ایجنڈا ہے۔ یہودی' رومن کیتھولکس اور پروٹسٹنٹ عیسائیوں تینوں کی نگاہ اس وقت اس چھوٹے سے علاقے پر ہے۔ یہ سارا معاملہ اب ارض فلسطین پر آ گیا ہے۔

اب اس کا حل کیا ہے؟ ایک اصولی اور مبنی بر انصاف حل تو یہ ہے جو شروع سے پی ایل او کا مطالبہ تھا اور اب بھی حماس کا مطالبہ ہے کہ اسرائیل کا قیام ناجائز طور پر ہوا تھا' ہمارے اوپر ظلم کر کے یہاں یہودیوں کو آباد کیا گیا اس لئے اسرائیل کو ختم ہونا چاہئے اور پورے کا پورا فلسطین اس کے اصل رہنے والوں کو دیا جائے۔ لیکن اصل فیصلہ تو طاقت کرتی ہے۔ ع "ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات" امریکہ ان کی پشت پر ہے۔ یورپ سے بھی کبھی امیدیں بنتی ہیں کہ وہ کچھ یہودیوں کے خلاف اور فلسطینیوں کے حق کی بات کر دیتے ہیں' لیکن ان کا بھی اصل ایجنڈا یہی ہے کہ یہاں سے یہودیوں اور مسلمانوں سب کو نکال کر رومن کیتھولک حکومت قائم کی جائے۔ بہرحال یہ صورت حال ہے۔ ہمارے ہاں بھی کہا جاتا ہے کہ بھئی زمینی حقائق کو دیکھو۔ ایک زمانہ ہوا کہ پی ایل او نے ہاتھ ڈال دیئے کہ اچھا ٹھیک ہے' اسرائیل بھی رہے لیکن ایک فلسطینی ریاست بھی بن جائے۔ اب اس صورت حال کو بھی بارہ تیرہ سال گزر گئے ہیں۔ بظاہر اس مسئلے کا کوئی حل ہے ہی نہیں۔ اس چھوٹے سے جغرافیہ پر اتنے لوگوں کی نگاہیں ہیں اور بے چارہ مسلمان وہاں پر پٹ رہا ہے۔ اگر دیکھا جائے تو موجودہ حالات میں پی ایل او کی بات بھی کسی درجے میں صحیح ہے۔ امریکہ کے سامنے سر جھکانے کے علاوہ اور کیا چارۂ کار ہے!

بہرحال آج جو صورت حال میں بتانے آیا تھا وہ یہ ہے کہ آرمیگاڈان اب زیادہ دور نہیں ہے۔ اس کے لئے یورپ بھرپور تیاریاں کر رہا ہے۔ آج کل ایک عجیب بات قبرص کے حوالے سے بھی دیکھنے میں آ رہی ہے۔ کوفی عنان صاحب وہاں بار بار آ رہے ہیں۔ اصل میں نیٹو افواج کا صدر مقام پہلے جرمنی تھا' وہاں سے یہ کوسووو کی طرف منتقل ہوا۔ اب وہاں سے ان کا اگلا قدم قبرص ہے۔ وہیں اصل "جمپنگ پیڈ" بنے گا۔ فلسطین یہاں سے بہت قریب ہے' لہٰذا یہیں سے حملہ ہو گا' اور اس حملے میں اتنی خون ریزی ہو گی کہ اس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے' کیونکہ جب تک یہود مسجد اقصیٰ اور قبۃ الصخرہ کو نہ گرائیں ان کا تھرڈ ٹمپل نہیں

بنتا۔ قبضہ ان کے پاس ہے اور دنیا کی عظیم ترین عسکری قوت ان کی پشت پر ہے۔ اب اس سے بڑی بات کیا ہوگی کہ اسرائیلی وزیراعظم شیرون نے فیصلہ کیا ہے کہ غزہ کی پٹی پر قائم چند یہودی بستیوں کو تو ہم خالی کر دیں گے' جس کا رقبہ محض 140 مربع میل ہے' لیکن مغربی کنارے پر ہم اپنی بستیاں نہیں گرائیں گے اور وہ یہودی علاقہ ہی رہے گا۔ امریکہ نے بھی اس منصوبے کی منظوری دے دی ہے۔ اس سے آگے یہ معاملہ ہوا ہے کہ صدر حسنی مبارک نے اپنے حالیہ دورہ امریکہ کے دوران بش کو یہ دھمکی دی ہے کہ مشرق وسطٰی میں امن کا عمل طویل ہونے اور روڈ میپ پر اسرائیل کے کاربند نہ ہونے سے عرب دنیا میں بے چینی اور اضطراب بڑھ رہا ہے۔ عوام یہ صورت حال کب تک برداشت کریں گے! عرب نوجوانوں کے اندر یہودیوں کی نفرت رچی ہوئی ہے۔ لہٰذا وہ اٹھیں گے اور پھر Holocaust ہوگا۔ اس میں سب سے پہلے امریکہ کے ایجنٹوں کی صورت میں جو مسلمان حکمران بیٹھے ہوئے ہیں وہ اپنے نوجوانوں کو ختم کریں گے۔ ملت عرب کے لئے انتہائی خون ریز معاملہ آنے والا ہے۔ یہ ہے وہ ہولناک منظر جسے حضورﷺ نے الملحمۃ العظمٰی' الملحمۃ الکبرٰی یعنی تاریخ انسانی کی عظیم ترین جنگ سے تعبیر کیا ہے۔ مستقبل سوائے اس کے اور کوئی نہیں۔ کوئی راستہ نہیں ہے!

اقول قولی ھذا واستغفر اللہ لی ولکم ولسائر المسلمین والمسلمات

(مرتب: محمد خلیق)

آئندہ شمارے میں

✿ اتوار 25 اپریل کو مرکزی انجمن خدام القرآن' لاہور کے زیر اہتمام علامہ اقبال کی یاد میں ایک بڑا جلسۂ عام منعقد ہوا تھا جس میں صدر مؤسس ڈاکٹر اسرار احمد صاحب' ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی' ڈاکٹر سید محمد اکرم اکرام' ڈاکٹر محمد اکرم چودھری اور پروفیسر عبد الجبار شاکر نے اقبالیات کے مختلف گوشوں پر مقالات اور تقاریر کی صورت میں روشنی ڈالی تھی۔ اس جلسے کی رپورٹ وسیم احمد صاحب نے لکھی ہے جو آئندہ شمارے میں پیش ہوگی۔

✿ بانی تنظیم محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے 18 اور 19 اپریل کو ننکانہ صاحب کا دو روزہ دورہ کیا تھا۔ اس دورے کا چشم دید احوال عبد المتین مجاہد صاحب نے قلم بند کیا ہے۔ یہ بھی آئندہ شمارے میں ملاحظہ کیجئے۔

✿ "تاریخ تحریکاتِ احیائے اسلام" کے قسط وار سلسلے کا مضمون نمبر 57 (تحریر سید قاسم محمود) جو مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے حالات پر ہے' وہ موجودہ شمارے میں شامل نہ ہوسکا۔ آئندہ شمارے میں شامل ہوگا ان شاء اللہ

(مدیر "ندائے خلافت")

منتخب تحریکی نظم

ماہر القادری مرحوم

صبح سعادت

کچھ کفر نے فتنے پھیلائے' کچھ ظلم نے شعلے بھڑکائے
سینوں میں عداوت جاگ اٹھی' انسان سے انساں ٹکرائے
پامال کیا برباد کیا کمزور کو طاقت والوں نے
جب ظلم و ستم حد سے گزرے تشریف محمدؐ لے آئے
رحمت کی گھٹائیں لہرائیں' دنیا کی امیدیں بر آئیں
اکرام و عطا کی بارش کی' اخلاق کے موتی برسائے
تہذیب کی شمعیں روشن کیں اونٹوں کے چرانے والوں میں
کانٹوں کو گلوں کی قسمت دی ذروں کے مقدر چمکائے
کچھ کیف دیا' کچھ ہشیاری' کچھ سوز دیا کچھ ساز دیا
میخانۂ علم و عرفاں میں توحید کے ساغر چھلکائے
ہر چیز کو رعنائی دے کر دنیا کو حیاتِ نو بخشی
صبحوں کے بھی چہروں کو دھویا راتوں کے بھی گیسو سلجھائے
اللہ سے رشتہ کو جوڑا' باطل کے طلسموں کو توڑا
خود وقت کے دھارے کو موڑا' طوفاں میں سفینے تیرائے
تلوار بھی دی' قرآں بھی دیا' دنیا بھی عطا کی عقبٰی بھی
مرنے کو شہادت فرمایا جینے کے طریقے سمجھائے
مکہ کی زمیں اور عرش کہاں' دم بھر میں یہاں پل بھر میں وہاں
پتھر کو عطا گویائی کی اور چاند کے ٹکڑے فرمائے
مظلوموں کی فریاد سنی' مجبوروں کی غم خواری کی
زخموں پہ خنک مرہم رکھے' بے چین دلوں کے کام آئے
عورت کو حیا کی چادر دی' غیرت کا غازہ بھی بخشا
شیشوں میں نزاکت پیدا کی' کردار کے جوہر چمکائے
توحید کا دھارا رک نہ سکا' اسلام کا پرچم جھک نہ سکا
کفار بہت کچھ جھنجھلائے' شیطاں نے ہزاروں بل کھائے
اے نامِ محمدؐ صلِّ علیٰ ماہر کے لئے تو سب کچھ ہے
ہونٹوں پہ تبسم بھی آیا' آنکھوں میں بھی آنسو بھر آئے

(انتخاب: قاضی عبد القادر)

شہباز شریف کی واپسی

ایوب بیگ مرزا

جب سے شریف فیملی نے سعودی عرب نقل مکانی کی ہے حکومت اور مسلم لیگ (ن) میں یہ بحث جاری ہے کہ یہ سفر کسی معاہدے کی صورت میں شریف فیملی نے برضا و رغبت اختیار کیا یا اسے حکومت نے جبراً ملک بدر کر دیا۔ حکومت کا موقف ہے کہ شریف فیملی نے سعودی عرب کے شہزادہ عبداللہ کی وساطت سے حکومت سے باقاعدہ معاہدہ کیا ہے کہ وہ اگلے دس سال تک نہ صرف پاکستان نہیں آئیں گے بلکہ سعودی عرب ہی میں مقیم رہیں گے اور کسی دوسرے ملک بھی نہیں جاسکیں گے سوائے اس کے کہ حکومت پاکستان کسی کو خصوصی اجازت دے۔ مسلم لیگ (ن) بڑے زوردار انداز سے ایسے کسی معاہدے کے وجود سے انکاری ہے اور اس کا مطالبہ ہے کہ اگر کوئی ایسا معاہدہ ہے تو اسے حکومت عوام کے سامنے لائے۔

مسلم لیگ نواز گروپ کا موقف یہ ہے کہ حکومت شریف فیملی کی سیاسی پوزیشن کو متاثر کرنے کے لئے معاہدے کا ذکر کرتی ہے حقیقت یہ ہے کہ انہیں جبراً ملک سے نکالا گیا ہے۔ حکومت اگرچہ ابھی تک کوئی تحریری معاہدہ عوام کے سامنے نہیں لا سکی' لیکن عام رائے یہ ہے کہ اس سلسلے میں کوئی معاہدہ ضرور ہوا تھا۔ حکومت کو یہ معاہدہ عوام کے سامنے لانے میں رکاوٹ یہ ہے کہ سعودی حکومت شہزادہ عبداللہ کے اس معاہدے میں ذکر کی وجہ سے اسے عام کرنے کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھے گی۔ حال ہی میں ایک غیر جانبدار تجزیہ نگار ہمایوں گوہر صاحب نے انکشاف کیا ہے کہ اعجاز حسین بٹالوی مرحوم نے انہیں بتایا تھا کہ خود نواز شریف نے انہیں سعودی عرب روانہ ہونے سے پہلے یہ معاہدہ دکھایا اور قانونی رائے طلب کی تھی' جس پر بٹالوی صاحب نے انہیں بتایا تھا کہ اس معاہدے کے تحت پاکستان کی سیاست میں دس سال تک حصہ نہیں لے سکتے۔

بہرحال جانبین کے دلائل سے قطع نظر جب سے شریف فیملی نے سعودی عرب ہجرت کی ہے خود شریف فیملی' حکومت پاکستان اور سعودی عرب کے رویوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ ملک بدری جبراً نہ تھی اور کوئی نہ کوئی معاہدہ چاہے وہ تحریری تھا یا غیر تحریری' شاہ عبداللہ کی وساطت سے ہوا تھا۔ مصدقہ ذرائع کے مطابق یہ طے ہوا تھا کہ میاں شریف ان کے تینوں بیٹے اپنے بیوی بچوں سمیت بشمول نواز شریف کے داماد کیپٹن صفدر پاکستان سے سعودی عرب چلے جائیں گے اور دس سال تک پاکستان نہیں آئیں گے اور سعودی عرب ہی میں مقیم رہیں گے۔ کسی دوسرے ملک میں بھی نہیں جاسکیں گے۔ ایک اطلاع یہ بھی ہے کہ پاکستان آنے کی پابندی اگرچہ دس سال کی تھی البتہ سعودی عرب سے باہر کسی دوسرے ملک جانے کی پابندی صرف دو سال تک تھی۔

گزشتہ تین سال کے حالات و واقعات پر نگاہ ڈالی جائے تو حکومت کا موقف زیادہ وزنی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نہ کوئی معاہدہ کسی نہ کسی صورت میں یقیناً موجود ہے اور یہ نقل مکانی اس معاہدے کے تحت ہوئی تھی اور یہ جبراً ملک بدری نہیں تھی۔ کیونکہ مسلم لیگ (ن) کے پاس بعض سوالات کے جوابات نہیں ہیں مثلاً جب شہباز شریف جدہ کے ہسپتال میں داخل ہوئے اور ڈاکٹروں نے اس شبہ کا اظہار کیا کہ انہیں کینسر ہے جو ابتدائی سطح پر ہے اور امریکہ میں ان کا فوری طور پر اپریشن ہونا چاہئے اگر کوئی معاہدہ موجود نہیں تھا تو سعودی حکومت کو پاکستان حکومت سے انسانی ہمدردی کی بنیاد پر باقاعدہ درخواست کرنے کی کیا ضرورت تھی کہ انہیں امریکہ جانے کی خصوصی اجازت دے دی جائے۔ اور شہباز شریف کو پاکستان سے کلیرنس ملنے کے بعد ہی امریکہ روانہ کیا گیا تھا۔ بعد ازاں اسی قسم کی درخواست نواز شریف کے بارے میں بھی کی گئی جو حکومت پاکستان نے نامنظور کر دی۔ پھر یہ کہ اگر ملک بدری جبراً تھی تو اب واپس آنے میں کیا رکاوٹ ہے۔ زیادہ سے زیادہ حکومت پاکستان گرفتار کرلے گی تو یہ پاکستان میں سیاست دانوں کے لئے کونسی نئی بات ہے۔ ذوالفقار علی بھٹو کا سیاسی قد ایوب خان کی جیل کاٹنے سے بڑھا اور شیخ مجیب الرحمٰن تو جیل کاٹنے سے قوم کا ہیرو بلکہ Father of the Nation بن گیا۔ کلثوم نواز ہی کو بھیج دیا جائے جو نواز شریف کے قید ہونے کے دوران زبردست سیاسی ہلچل مچانے میں بہت کامیاب ہوئی تھیں۔ معلوم ہوتا ہے کسی معاہدے نے باندھا ہوا ہے اور معاہدہ شکنی کی صورت میں شاہی سعودی خاندان کی ناراضگی کا خطرہ ہے۔

اس طویل تمہید کے بعد آیئے اصل موضوع کی طرف کہ شہباز شریف نے 10 مئی تک پاکستان واپس آنے کا اعلان کر دیا ہے۔ ان کی واپسی کے حوالے سے سیاسی حلقوں میں مختلف قیاس آرائیاں ہو رہی ہیں۔ مسلم لیگ (ن) کہہ رہی ہے کہ کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے۔ مخالفین کہہ رہے ہیں کہ شیر کی اپنی ٹانگیں کانپ رہی ہیں' وہ گیدڑ بھبکیاں دے رہا ہے کہ وہ شہر کا رخ نہیں کرے گا۔ یہ افواہ بھی ہے کہ فوج خصوصاً جنرل مشرف شروع ہی سے شہباز شریف کے بارے میں نرم گوشہ رکھتے ہیں اور شہباز شریف بھی برادر بزرگ کے اس طرز عمل کے خلاف تھا جو اس نے فوج کے سینئر جرنیلوں کے بارے میں اپنایا ہوا تھا۔ اب حکومت کی شہباز شریف سے ڈیل ہو گئی ہے۔ انہیں پاکستان پہنچنے پر گرفتار کر لیا جائے گا اور چند ماہ بعد گرفتار رکھنے کے بعد انہیں تمام مقدمات سے بری کر دیا جائے گا۔ جب شہباز شریف اور مشرف کے مابین تمام معاملات طے پا جائیں گے تو اسمبلیاں توڑ کر نئے انتخابات کروا دیئے جائیں گے۔ پھر شہباز شریف عوامی اور مشرف فوجی قوت کی بنیاد پر مشترکہ حکومت کریں گے۔ اگرچہ یہ سب کچھ کہنا دور کی کوڑی لانا ہے لیکن کوئی انہونی بات نہیں ہے خصوصاً گزشتہ دنوں میں وزیراعظم جمالی کا نیب پر برسنا اور اس ادارے کے بارے میں یہ کہنا کہ یہ خود کرپٹ ہے اور جواب میں اگلے ہی روز جنرل مشرف کا نیب کا دفاع کرنا اور یہ کہنا کہ حکومت میں کچھ کرپٹ لوگ بھی شامل ہو گئے ہیں۔ اگرچہ وزیراعظم اور صدر کے یہ متضاد بیانات ظاہر کرتے ہیں کہ اندرونِ خانہ کوئی گڑبڑ ہے۔ لیکن راقم کی رائے میں اگر باریک بینی سے جائزہ لیا جائے تو موجودہ حالات میں شہباز شریف ڈیل انتہائی مشکل نظر آتی ہے۔

پہلی بات یہ ہے کہ مشرف کیسے برداشت کریں گے کہ ایک زبردست عوامی قوت کے حامل شخص کو اپنے ساتھ شریک اقتدار کرلیں' کل کلاں جب انہیں وردی اتارنی ہوگی تو عملی طور پر وہ ایک سیاسی قوت کے حامل شخص کا مقابلہ کیسے کر پائیں گے۔ جو سلوک نواز شریف نے صدر فاروق لغاری سے کیا تھا شہباز وہ سلوک صدر پرویز مشرف سے کیوں نہیں کرے گا۔ جمالی کا تعلق ایک چھوٹے صوبے سے ہے۔ ان کی پشت پر بہت بڑی عوامی قوت بھی نہیں ہے۔ پھر انہیں یہ بھی یاد ہوگا کہ جونیجو کو برطرف کرنے کے بعد ضیاء الحق ایک دن بھی چین کا نہیں گزار سکے تھے۔ شہباز شریف کے لئے

مسئلہ یہ ہوگا کہ مشرف سے ڈیل کر کے وہ اپنے بڑے بھائی جن کا وہ بہت احترام کرتے ہیں انہیں اوران کے خاندان کو وہ پاکستان سے کیسے دور رکھ سکیں گے۔ اور نواز شریف کی پاکستان آمد کو مشرف کبھی قبول نہیں کریں گے۔ شہباز شریف کو عوامی سطح پر اس الزام کا سامنا بھی کرنا پڑے گا کہ اس نے اقتدار کی خاطر اپنے خونی رشتوں سے بے وفائی کی ہے البتہ اگر یہ ڈیل نواز شریف کی مرضی سے طے پاتی ہے اور اس ڈیل کو آگے بڑھائے جانے کا کوئی منصوبہ ہے تو یہ ایک اچھی ابتدا ہے۔ راقم کی ایک عرصے سے یہ رائے ہے کہ ملک کو اس وقت جو زبردست خطرات کا سامنا ہے اور ملکی سلامتی ایک چیلنج بن گئی ہے تو سب کا فرض ہے کہ جس قدر ممکن ہو سکے ملکی سلامتی کے لئے قربانی دیں۔ راقم اس خواہش کا پہلے بھی اظہار کر چکا ہے کہ ڈیل نہ صرف شریف فیملی سے بلکہ بے نظیر بھٹو اور الطاف حسین سے بھی ہونی چاہئے۔ آخر میں مندرجہ ذیل تجاویز کے ساتھ راقم شہباز شریف کی واپسی کا خیر مقدم کرتا ہے۔

(1) شریف فیملی، بے نظیر بھٹو اور الطاف حسین پاکستان واپس آجائیں۔

(2) حکومت ان کے خلاف تمام مقدمات واپس لے لے اور معافی کا اعلان کر دے۔

(3) یہ تینوں سیاسی قوتیں ملک میں واپس آ کر اپنی سیاسی جماعتوں کو منظم کریں لیکن موجودہ حکومت کو اپنی مدت پوری کرنے دیں۔ نہ صرف یہ کہ ان کی ٹانگ نہ کھینچیں بلکہ حکومت کی برطرفی اور اسمبلیاں توڑنے کا مطالبہ بھی نہ کریں۔

(4) اکتوبر **2007**ء میں جب انتخابات کا وقت آئے تو اس سے چند ماہ پہلے صدر مشرف سپریم کورٹ کے کسی سابقہ جج کے تحت ایک عبوری حکومت قائم کر دیں جو غیر جانبدارانہ انتخابات کروائے۔

(5) نئی اسمبلیاں نیا صدر چننے میں آزاد ہوں لیکن اگر صدر مشرف فارغ بھی کر دیئے جائیں تو انہیں واپسی کا باعزت راستہ دیا جائے اور گزشتہ دور کو بنیاد بنا کر ان کی کسی قسم کی گرفت نہ کی جائے۔

اگرچہ یہ جانتے ہوئے کہ طوطی کی نقار خانے میں کون سنتا ہے اور ہماری سیاسی روایات میں کب کسی نے ملکی مفاد اور سلامتی کو مدنظر رکھتے ہوئے قربانی دی ہے لیکن مذکورہ بالا تجاویز پر اگر عملدرآمد کر لیا جائے تو ملک میں یکجہتی، ہم آہنگی اور اتحاد کی فضا قائم ہو جائے گی اور یہی وقت کی اشد ترین ضرورت ہے۔ ہماری سلامتی کو کسی بیرونی قوت سے کوئی خطرہ نہیں۔ اسے صرف اور صرف باہمی انتشار اور اندرونِ خانہ حد سے بڑھی ہوئی کھینچ تان سے خطرہ ہے۔ دشمن اسی اندرونی خلفشار سے فائدہ اٹھائے گا۔ حکومت اور اپوزیشن سے ناچیز کی درخواست ہے کہ وہ اندرونی اتحاد کی اہمیت کو سمجھیں۔ افغانستان میں اگر طالبان اور شمالی اتحاد میں محاذ آرائی بلکہ جنگ کی صورت نہ ہوتی، عراق میں صدام اور مخالفینِ صدام ایک دوسرے کی جان کے دشمن نہ ہوتے تو امریکہ کے لئے وہاں اس قدر قتل و غارت آسان نہ تھا یہاں ایک بات کی وضاحت بہت ضروری ہے کہ اختلاف رائے رکھنا اور سیاسی حریف پر تنقید بالکل اور بات ہے اور ایک دوسرے کے جانی دشمن بن جانا اور باہمی دشمنی میں بیرونی قوتوں سے رابطے اور تعلقات استوار کر لینا بالکل دوسری بات ہے اور ملکی سلامتی کے لئے دوسری طرح کا طرزِ عمل انتہائی ہلاکت خیز ہے اس سے بچنے کے لئے اپنی ذات کی قربانی دینا کرنے کا اصل کام ہے۔ مذاکرات، افہام و تفہیم، تحمل، درگزر اور حوصلہ مندی سے کام لے کر ہم ملکی سلامتی کے اس چیلنج سے نمٹ سکتے ہیں۔

پریس ریلیز PRESS RELEASE

سیرت النبی ﷺ

سیرتِ محمدیؐ کا اصل پیغام یہ ہے کہ دین اسلام کے نظام عدل اجتماعی کو کل روئے ارضی پر قائم و نافذ کیا جائے اور جو لوگ اسلام کے نظام رحمت کے غلبہ و اقامت کیلئے جدوجہد کریں گے وہی آپؐ کے سچے عاشق اور جان نثار ہیں۔ ان خیالات کا اظہار ناظم تربیت تنظیم اسلامی شاہد اسلم نے مسجد دارالسلام باغ جناح میں خطاب جمعہ کے دوران کیا۔ انہوں نے کہا کہ چونکہ آج اُمت مسلمہ نے غلبہ دین حق کی اپنی ذمہ داری کو پورا نہیں کیا، اسی لئے وہ اللہ کی طرف سے سزا کے طور پر غیر مسلموں کے ہاتھوں مصائب کا شکار ہے۔ جبکہ دین و دنیا میں مسلمانوں کی سرخروئی اس بات میں ہے کہ وہ نبی اکرمؐ کے مقصد بعثت یعنی غلبہ دینِ حق کی تکمیل کے لئے اپنا تن من دھن وار دیں۔ انہوں نے کہا کہ دین حق کے قیام کی صورت میں مسلمانوں ہی کو قوت و اقتدار حاصل نہیں ہوگا بلکہ پوری انسانیت باطل نظاموں کی غلامی سے نکل کر اس نظام کے سائے تلے رحمت و سکون محسوس کرے گی۔

(ڈاکٹر عبدالخالق، ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

النصر لیب

مستند اور تجربہ کار ڈاکٹروں کی زیرنگرانی ادارہ

ایک ہی چھت کے نیچے تمام اقسام کے معیاری لیبارٹری ٹیسٹ، ایکسرے، ای سی جی اور الٹرا ساؤنڈ کی سہولیات

خصوصی پیکج خصوصی میڈیکل چیک اپ ☆ الٹرا ساؤنڈ ☆ ای سی جی ☆ ہارٹ ☆ لیور ☆ کڈنی ☆ جوڑوں سے متعلقہ متعدد ٹیسٹ / ہیپاٹائٹس بی اور سی ☆ بلڈ گروپ ☆ بلڈ شوگر ☆ مکمل بلڈ اور مکمل پیشاب ٹیسٹ صرف 1500 روپے میں کروائیں۔

تنظیم اسلامی کے رفقاء اور ندائے خلافت کے قارئین اپنا ڈسکاؤنٹ کارڈ لیبارٹری سے حاصل کریں۔

ISO 9001:2000
QMS CERTIFIED CLINICAL LAB
BY MOODY INTERNATIONAL

النصر لیب: 950۔بی، مولانا شوکت علی روڈ، فیصل ٹاؤن (نزد راوی ریسٹورنٹ) لاہور

فون: 5162185-5163924 موبائل: 0300-8400944

E-mail: alnasar@brain.net.pk Website: www.alnasar.com.pk

حسن معاشرت

تحریر: جناب رحمت اللہ بٹر' ناظم دعوت' تنظیم اسلامی' پاکستان

دین اسلام کی تعلیمات میں بنیادی چیزیں تو ایمان اور عبادات ہیں۔ جن کے ذریعہ سے انسان اس کائنات کے حقائق کو جانتا ہے اور پھر خالق کائنات سے اپنے تعلق کو استوار کرتا ہے۔

دوسری چیز جو دین کی تعلیمات میں بہت اہمیت کی حامل ہے وہ حقوق العباد ہیں جس میں یہ چیز واضح کردی گئی ہے ایک انسان کے دوسرے انسان کے ساتھ تعلق میں اس کے فرائض کیا ہیں اور حقوق کیا ہیں۔

حقوق العباد کا معاملہ اس لحاظ سے بڑا اہم اور قابل ذکر ہے کہ اس میں اگر تقصیر اور کوتاہی ہو جائے۔ کسی بندہ کی حق تلفی یا اس پر ظلم و زیادتی ہو جائے تو اس کی معافی کا معاملہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں نہیں رکھا بلکہ اس تلافی کی صورت یہ ہے کہ بندہ یا تو اس دنیا میں اس بندہ کا حق ادا کرے یا اس سے معافی لے اور اگر یہ نہ ہوسکا تو آخرت میں لازماً اس کا معاوضہ ادا کرنا ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ﴿اَلْیَوْمَ تُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ لَاظُلْمَ الْیَوْمَ اِنَّ اللّٰہَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ﴾ (المومن: 17) آج ہر نفس کو بل جائے گا جو اس نے کمایا ہوگا اگر ظلم نہیں ہوگا اور اللہ جلد حساب چکانے والا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

جس کسی نے اپنے کسی بھائی کے ساتھ ظلم و زیادتی کی ہو۔ اس کی آبرو ریزی کی ہو یا کسی طرح کی حق تلفی کی ہو تو اس کو چاہیے کہ آج ہی اور اسی زندگی میں اس سے معاملہ صاف کرالے آخرت کے اس دن کے آنے سے پہلے جب اس کے پاس ادا کرنے کے لئے درہم و دینار میں سے کچھ بھی نہ ہوگا۔ اگر اس کے پاس نیک اعمال ہوں گے تو ان میں سے ظلم کے بقدر مظلوم کو دلا دیئے جائیں گے اور اگر وہ نیکیوں سے خالی ہاتھ ہوگا تو مظلوم کے کچھ گناہ اس پر لاد دیئے جائیں گے (اور اس طرح سے انصاف کا تقاضا پورا ہوگا)

اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت سے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے:

"اعمال نامے تین قسم کے ہیں ایک وہ اعمال نامہ ہے جس کی ہرگز معافی اور بخشش نہ ہوگی وہ شرک ہے اللہ کے ساتھ جیسے قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شرک کو ہرگز نہیں بخشیں گے اور ایک اعمالنامہ وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ انصاف کے بغیر نہیں چھوڑے گا وہ بندوں کے باہم مظالم ہیں ان کا بدلہ ایک دوسرے کو ضرور دلایا جائے گا اور ایک اعمالنامہ وہ ہے جس کی اللہ تعالیٰ کے ہاں اہمیت نہیں ہے۔ یہ بندوں کے وہ گناہ اور تقصیرات ہیں جن کا تعلق اللہ اور اس کے بندوں سے ہے۔ ان کے بارے میں اللہ چاہے گا تو عذاب دے گا اور اگر چاہے گا تو بخش دے گا۔"

ان آیات و اقوال کی روشنی میں حقوق العباد کا معاملہ بہت قابل فکر ہے۔ ان تعلقات کے دو حصے ہیں ایک کا تعلق معاشرت سے ہے یعنی حقوق الوالدین' رشتہ دار' پڑوسی' حاکم و محکوم' ضرورت مند اور عام مخلوق خدا اور دوسرے کا تعلق معاملات سے ہے۔ یعنی مالی معاملات' امانت و دیانت' عہد و معاہدات' قرض' قضاء و شہادت۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنے حقوق کا ذکر قرآن مجید میں کیا ہے اکثر جگہوں پر ساتھ ہی والدین اور اقربین کے حقوق کی اہمیت واضح کی ہے اور جہاں اپنے نفس کو آخرت میں جہنم سے بچانے کی تاکید کی ہے وہاں اپنے گھر والوں' اولاد اور دوسرے رشتہ داروں کی ذمہ داری بھی ٹھہرائی ہے۔ ان تعلقات کو اگر جامع عنوان دیا جائے تو وہ صلہ رحمی ہے۔ ان معاشرتی معاملات کو مندرجہ ذیل عنوانات کے تحت لیا جاسکتا ہے۔

1۔ والدین کے باہمی حقوق و فرائض
2۔ والدین اور اولاد کے حقوق و فرائض
3۔ رشتہ داروں کے ساتھ تعلقات
4۔ پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک
5۔ حاکموں اور ماتحتوں کے درمیان تعلقات
6۔ ضرورت مندوں اور سائلین کے ساتھ برتاؤ

حضورؐ کا فرمان ہے:

"عورت پر بہت بڑا حق اس کے شوہر کا ہے اور مرد پر سے بڑا حق اس کی والدہ کا ہے۔"

"سجدہ اگر جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔"

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو عورت پانچوں نماز ادا کرے۔ رمضان کے روزے رکھے' اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرے اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔"

بیوی کے حقوق: ﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا﴾ (النساء: 19)

"اور بیویوں کے ساتھ مناسب اور معقول طریقے سے گزران کرو اگر وہ تمہیں ناپسند بھی ہوں تو ہوسکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں پسند نہ ہو اور اللہ نے اس میں بہت خیر و خوبی رکھی ہو۔"

اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: "مسلمانوں میں سب سے کامل ایمان والا وہ ہے جس کا اخلاق بہتر ہے اور تم میں سے اچھے اور بہتر وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے ہیں۔"

والدین کے حقوق: ﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا﴾ (بنی اسرائیل: 23)

"اور تمہارے رب کا قطعی فیصلہ ہے کہ عبادت صرف اس کی ہوگی اور والدین سے اچھے سے اچھا برتاؤ کرو۔"

اگرچہ وہ شرک پر بھی ہوں تب بھی دنیا کے معاملات اور خدمت میں ان کے ساتھ اچھے سے اچھے طریقے سے سلوک کرو۔

"والدین کے حقوق کے بارے میں کسی صحابی نے پوچھا تو آپؐ نے فرمایا: وہ تمہاری جنت اور دوزخ ہیں۔ ان کی رضا میں اللہ کی رضا ہے اور ان کے غصے میں اللہ کا غصہ ہے اور ان میں بھی والدہ کا حق والد سے تین گنا زیادہ ہے۔" (رواہ ابن ماجہ)

حضرت ابوہریرہؓ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں: ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا مجھ پر خدمت اور حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: تیری ماں' پھر تیری ماں اور پھر تیری ماں پھر تمہارا باپ اور اس کے بعد قرابت داروں کا جیسی قریبی رشتہ داری ہو۔

اولاد کے حقوق: ﴿قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾

"بچاؤ خود کو بھی اور اپنے گھر والوں کو بھی آگ سے۔"

اولاد کی خوشی میں ان کے لئے صدقہ کرو۔ ان کا اچھا نام رکھو سب سے پہلے ان کو لا الہ الا اللہ سکھاؤ۔ سب سے اچھا تحفہ حسن ادب ہے۔

بچے کے لئے عقیقہ ہے۔ لہٰذا بچے کی طرف سے قربانی کرو اور اس کا سر صاف کرواؤ۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اپنی اولاد کا اکرام کرو اور انہیں حسن ادب سے آراستہ کرو۔ خاص کر لڑکیوں کے بارے میں مزید تاکید کی کہ ان کے ساتھ حسن سلوک تو جنت کو حاصل کرنا ہے۔''

''جو دو بچیوں کا بار اٹھائے اور ان کی پرورش کرے یہاں تک کہ وہ بلوغ کو پہنچ جائیں تو وہ اور میں قیامت کے دن اس طرح ہوں گے۔ آپؐ نے اپنی انگلیوں کو بالکل ملا کر دکھایا۔''

رشتہ داروں کے ساتھ برتاؤ: ﴿وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ﴾ ''اور آگاہ کیجئے اپنے قریبی رشتہ داروں کو''۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''بے شک رحم رحمان سے مشتق ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جو صلہ رحمی کرے گا میں بھی اس سے تعلق رکھوں گا' اور جو قطع رحمی کرے گا میں بھی اس سے لاتعلقی کرلوں گا۔'' اسی طرح فرمایا: ''صلہ رحمی یہ نہیں ہے کہ وہ تم سے ملتا ہے تو تم بھی ملتے رہو بلکہ صلہ رحمی یہ ہے کہ اگر وہ قطع رحمی کرتا ہے تو تم صلہ رحمی جاری رکھو۔''

''وہ گناہ جن پر اللہ تعالیٰ آخرت کے ساتھ دنیا میں بہت جلد سزا دیتا ہے وہ سرکشی اور قطع رحمی ہے اور ایک حدیث میں خیانت اور جھوٹ کو بھی شامل کیا ہے اور وہ نیکی جس پر دنیا ہی میں اللہ تعالیٰ نے صلہ عطا کرتے ہیں وہ صلہ رحمی ہے یہاں تک کہ بعض گھرانے اگر مفلس ہوں تو وہ صلہ رحمی کی بدولت مال و دولت اور کثرت تعداد سے نوازے جاتے ہیں۔''

اور اللہ تعالیٰ اس لئے فرماتے ہیں: ﴿وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝﴾ (بنی اسرائیل:26)

''اور اپنے قرابت داروں کے حقوق ادا کرو۔ مساکین اور مسافروں کے بھی اور دیکھو فضول خرچی نہ کرو''

کیونکہ فضول خرچ تو شیطان کا بھائی ہے اور شیطان اپنے اللہ کا ناشکرا ہے۔ مال اگر حقوق کی ادائیگی میں نہ خرچ ہوگا تو نمود و نمائش پر لگے گا کیونکہ وہ تو اپنا اظہار چاہتا ہے اور اسی نمود و نمائش اور بے جا اسراف سے باہم رقابت' حسد اور کینہ پیدا ہوتا ہے۔

پڑوسیوں کے حقوق: قرآن مجید میں پڑوس کی خوب تشریح فرمائی گئی ہے کہ پڑوسی کس کس صورت میں ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور حسن سلوک کرو والدین سے اور قرابت داروں سے اور یتیموں اور مسکینوں اور قرابت دار پڑوسی اور اجنبی پڑوسی اور پڑوسی سفر' مجلس' نماز' دفتر وغیرہ کے اور مسافروں سے اور اپنے غلاموں سے' بے شک اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے اکڑباز اور شیخی باز کو۔'' (النساء:36)

ہمسائیگی کے بعض متعین حقوق ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پڑوسی کے حقوق تم پر یہ ہیں اگر بیمار ہو تو اس کی عیادت کرو اگر انتقال کر جائے تو جنازے کے ساتھ جاؤ (اور تدفین کے کاموں میں ہاتھ بٹاؤ) اگر وہ قرض مانگے تو اسے قرض دو اگر وہ کوئی برا کام کرے تو پردہ پوشی کرو۔ اگر اسے خوشی ہو تو اسے مبارک باد دو۔ اپنی عمارت اس کی عمارت سے اسی طرح بلند نہ کرو کہ اس کے گھر کی ہوا بند ہو۔ اگر تمہارے گھر میں اچھا کھانا ہے تو تمہاری ہانڈی کی خوشبو اس کے ایذا کا ذریعہ نہ بنے الا یہ کہ تھوڑا سالن اسکے گھر بھی بھیج دو۔''

آپؐ نے فرمایا مجھے جبرائیل نے پڑوسی کے لئے اتنی تاکید کی کہ مجھے شک گزرا کہ کہیں اسے وراثت میں شامل نہ کر دیا جائے اور پڑوسی کی ایذا رسانی کو ایمان کی نفی قرار دیا۔ اور جنت میں داخلے میں رکاوٹ اگر اسے ایذا پہنچائے تو۔

حاکموں اور ماتحتوں کے حقوق: ﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ﴾ (آل عمران:159)

''اللہ ہی کی نعمت کے سبب آپؐ ان کے ساتھ نرم رہے۔ اگر آپ تندخو ہوتے اور سخت طبیعت کے ہوتے تو یہ آپؐ کے پاس سے منتشر ہو جاتے۔ پس آپؐ ان کو معاف کرتے رہا کریں۔ ان کے لئے استغفار کرتے رہا کریں اور ان سے معاملات پر مشورہ کرتے رہا کریں۔''

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾

(التوبۃ: 128)

''بے شک تمہارے پاس ایک رسول آگئے ہیں جو تم ہی میں سے ہیں ان پر بہت شاق گزرتا ہے جو تمہیں کوئی تکلیف پہنچے۔ وہ تمہارے بھلے کے لئے آرزومند ہیں اور مومنوں کے لئے تو سراپا شفیق و رحیم ہیں''

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جسے کوئی اختیار دے اور وہ اپنی رعایا پر سختی کرے تو اللہ تعالیٰ اس پر سختی کریں گے اور جو کوئی والی اپنی رعایا کے ساتھ نرمی کرے گا تو اس کے ساتھ بھی نرمی برتی جائے گی' اور فرمایا: سَيِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ قوم کے سردار ان کے خادم ہونے چاہئیں۔

ماتحتوں کی ذمہ داری: ﴿اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾ (النساء:59)

''اور کہا مانو اللہ کا اور اس کے رسول کا اور اپنے امراء کا''۔

اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: ''تمہارے بہترین امیر وہ ہوں گے جن کو تم پسند کرو گے اور وہ تمہیں پسند کریں گے تم ان کے لئے دعائیں کرو گے اور وہ تمہارے لئے دعائیں کریں گے اور بدترین امیر وہ ہوں گے جن سے تم بغض رکھو گے اور وہ تم سے بغض رکھیں گے' اور تم ان پر لعنت بھیجو گے اور وہ تمہارے لئے لعنت مانگیں گے۔ ہم نے عرض کی کیا ہم ان کو امارت سے اتار نہ پھینکیں۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں جب تک وہ تمہارے درمیان نماز کا نظام قائم رکھیں۔ یعنی قانون اسلامی نافذ کئے رکھیں۔''

(رواہ مسلم)

عام انسانوں سے سلوک:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝﴾ (النحل:90)

''بے شک اللہ تعالیٰ حکم فرماتے ہیں کہ عدل کرو اور احسان کیا کرو اور قرابت داروں کے حق ادا کرو اور وہ منع کرتا ہے بے حیائی اور برائیوں سے اور یہ کہ تم اس کے باغی بنو شاید تم نصیحت حاصل کرو۔''

پوچھا گیا اللہ کو انسانوں میں سے زیادہ پسندیدہ انسان کونسا ہے اور اعمال میں سے سب سے زیادہ پسندیدہ اعمال کونسے سے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ''وہ انسان جو مخلوق کے لئے سب سے زیادہ نفع کا ذریعہ بنے اور اعمال یہ ہیں کہ کسی مسلمان کو خوشی پہنچائی جائے یا اس کی کوئی مصیبت دور کی جائے یا اس کا قرض اتارا جائے یا اس کی بے عزتی کرنے والے کو دھتکارا جائے پھر آپؐ نے فرمایا: اگر کوئی کسی کے ساتھ جاتا ہے کہ اس کی کوئی حاجت پوری کرے تو مجھے زیادہ پسند ہے اس سے جو میری اس مسجد میں پورے مہینے کا اعتکاف کرے۔'' (رواہ طبرانی)

یہ ہے حسن معاشرت جس کی طرف ہمارے دین نے ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فرائض ادا کرنے اور جائز حقوق حاصل کرنے پر اکتفا کرنے کی توفیق دے۔ آمین

(جاری ہے)

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

صلائے عام

سود پر مبنی ریزرو بنک کاری

بے پناہ استحصالی قوت

ڈاکٹر طاہر ابرار

❁ ''ندائے خلافت'' کے شمارہ نمبر **14** کے اداریئے بہ عنوان ''نیشنل سیکورٹی کونسل'' کی ایک رائے سے متاثر ہو کر ڈاکٹر طاہر ابرار صاحب نے یہ اختلافی نوٹ تحریر کیا ہے۔ اختلاف کا موضوع ''جمہوریت' بلکہ لولی لنگڑی جمہوریت'' ہے۔ قارئین کرام کو اس بحث میں حصہ لینے کی دعوت دی جاتی ہے۔

ندائے خلافت شمارہ نمبر **14** کا اداریہ ''نیشنل سیکورٹی کونسل'' کے عنوان سے زیرنظر ہے۔ جن حقائق کا ذکر کیا گیا ہے کوئی ذی ہوش ان کا انکار مشکل ہی سے کر سکتا ہے۔ سطح سے نیچے دیکھ لینے کی صلاحیت رکھنے والے بہت پہلے ہی قومی سلامتی کے حوالے سے ان خطرات کی نشاندہی کرتے چلے آ رہے ہیں۔ سیاسی امور میں فوج کی مداخلت یا فوج کے مارشل لاء کے ذریعے کاروبار سیاست کو براہ راست اپنے ہاتھ میں لینے کے طرزِ عمل کو قومی مقاصد کے لئے مہلک سمجھنے والے سنجیدہ فکر لوگ نیشنل سیکورٹی کونسل کی تشکیل پر ازحد متفکر ہیں۔ اسی کا اظہار اداریہ کے آخری پیرے میں ان الفاظ میں کیا گیا ہے کہ ''اگر ہم نے اب بھی آنکھیں نہ کھولیں تو ہماری لولی لنگڑی جمہوریت خدانخواستہ کسی تاریخی حادثے کا شکار ہو سکتی ہے۔ ان دنوں پاکستان کے پاس کوئی تیسرا چوائس نہیں۔ اسے بہرحال جمہوری دنیا کا حصہ بننا ہے۔ اگر فوج کو سیاسی امور و معاملات سے الگ نہ کیا گیا تو پاکستان کبھی وہ نہ بن سکے گا جو اسے بننا چاہئے یا بن سکتا ہے۔''

کیا جمہوریت کے حق میں اس قدر گرمجوشی واقعی مملکت خداداد پاکستان کے قومی مقاصد کے لئے اہم ہے؟

اس سوال کا جواب اس حقیقت کے سراغ میں ہے کہ **36** بلین ڈالر کے مقروض ملک کے حقیقی آقا کون ہیں بلکہ ساری دنیا کے اصلی حکمران کون ہیں۔

امر واقعی یہ ہے کہ سود پر مبنی ریزرو بنکاری نے عالمی بنکاروں کو کرۂ ارض پر اس طور سے مسلط کر دیا ہے کہ جمہوریت اور فوج (آئینی بادشاہت بھی) عالمی بنکاروں کے غلام ادارے بن چکے ہیں۔ فوج کو ایک کثیر بجٹ درکار ہوتا ہے۔ یہ بجٹ فوج خود پیدا نہیں کرتی بلکہ حکومتیں یہ دفاعی بجٹ مہیا کرتی ہیں۔ دنیا بھر میں ساہوکاروں سے قرض لے کر حکومتیں اپنے اخراجات پورا کر رہی ہیں۔ ان اخراجات کا ایک بڑا حصہ دفاعی بجٹ پر مبنی ہوتا ہے۔ چنانچہ فوج کی زندگی کا انحصار عالمی بنکاروں کی مہربانی پر ہے۔ جنگ قلیل مدت میں کثیر ترین اخراجات کا سبب بنتی ہے۔ دنیا کے کسی پراجیکٹ میں اس رفتار سے رقم خرچ نہیں ہوتی' جس رفتار سے جنگ کے دوران ہوتی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جنگ اسی وقت لڑی جا سکتی ہے جب بنک کار کسی فوج کو قرض دینے کی حامی بھرتا ہے۔ افغانستان اور عراق پر امریکہ کی فوج کشی اور فیڈرل ریزرو سسٹم (فیڈ) سے امریکی حکومت کو ملنے والے قرض اس دعویٰ کی ٹھوس مثالیں ہیں۔

جمہوریت کا معاملہ بھی چنداں مختلف نہیں۔ اس طرز حکومت میں ووٹ گنے جاتے ہیں تولے نہیں جاتے۔ ایک چٹے ان پڑھ یا نیم دیوانہ کا ووٹ بھی گنتی میں وہی اہمیت رکھتا ہے جو ڈاکٹریٹ کے حامل کسی اعلیٰ ادارہ کے سربراہ کا۔ اب یہ ظاہر ہے کہ ایک سادہ لوح غیر تعلیم یافتہ ووٹر کا ووٹ چند سو روپے میں بھی خریدا جا سکتا ہے (دیہاتی علاقوں اور ادنیٰ درجے کی شہری آبادی میں ایک ہزار روپے کے عوض پورے گھرانے کے ووٹروں کے شناختی کارڈ امیدوار کے حوالے کر دیئے جاتے ہیں کہ وہ خود ہی ووٹ بھگتا لے) جبکہ کسی باشعور' خوددار اور صاحب کردار تعلیم یافتہ انسان کا ووٹ خریدنا اس قدر آسان نہیں۔ چنانچہ اس سسٹم میں وہ بآسانی جیت سکتا ہے جو زیادہ سے زیادہ ووٹوں کی بولی لگا سکے۔ پیسہ سب سے زیادہ کہاں پر ہوتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بنک کار کے ہاتھ میں! جزوی ریزرو بنکاری کی وجہ سے بنک کار ایک لاکھ کی بنیاد پر دس لاکھ روپے کا قرض جاری کر سکتا ہے (یہ صلاحیت و قوت دنیا کی کسی حکومت کے پاس نہیں) الیکشن کی مہم کے دوران بنک کار اپنے سرمائے کا رخ جس جس امیدوار کے حق میں کر دے۔ اس کے لئے دونوں کی اکثریت کا حصول تقریباً یقینی ہوتا ہے۔ ایسا دنیا کے ہر جمہوری ملک میں ہو رہا ہے۔ فنڈ ریزنگ ڈنرز تو ہمارے سامنے کی بات ہیں۔

اب یہ بات واضح ہو جانی چاہئے کہ مسماۃ جمہوریت بھی بینکروں کی لونڈی ہے۔ جس ملک میں جمہوری حکومت کے ذریعے عالمی بنکاروں کے مقاصد پورے ہو رہے ہوں' وہاں فوج کو اقتدار میں آنے نہیں دیا جاتا اور جمہوریت کا تسلسل بنک کاروں کی مہربانی سے قائم رہتا ہے۔ جن ممالک میں جمہوری حکومتیں کسی وقت عالمی ساہوکاروں کے مقاصد کے مزاحم ہو جائیں وہاں جمہوریت کی بساط لپیٹ کر مسند اقتدار فوج کے حوالے کر دی جاتی ہے اور مارشل لاء کے ذریعے بے رحم انداز میں اپنے مقاصد کی تکمیل کروالی جاتی ہے۔

پاکستان میں تقریباً ڈیڑھ سال قبل سٹیٹ بنک کو انتظامی معاملات میں خودمختار کیا جانا' اس کے بعد کنزیومرز فنانس (Consumers Finance) کی سکیموں کا آغاز' ضلعی حکومتوں کو عالمی مالیاتی اداروں سے براہ راست خودمختارانہ قرضوں کی عطا' یورو بانڈز کے ذریعے **26** بلین ڈالر کے قرض کو یورو منی کے قرض میں ڈھالنے کی کوشش (واضح رہے کہ ڈالر کے ڈی ویلیو ہونے میں پاکستان جیسے مقروض ملک کو فائدہ ہے) یہ سب عالمی بنکاروں کا ایجنڈا ہے جو غیر جمہوری اور نیم جمہوری دور میں تیزی سے مکمل کیا جا رہا ہے۔

علامہ اقبال نے پون صدی قبل جو بات کہی تھی' اس میں کوئی شعری مبالغہ آرائی نہیں۔ موجودہ بنکاری کے نظام کو جب تک تہہ و بالا نہ کیا جائے' اس وقت تک دانش و تہذیب و دین' سب کچھ سودائے خام ہے۔ جب دین سمیت یہ تینوں عناصر عالمی ساہوکاری کو تہہ و بالا کئے بغیر سودائے خام کی حیثیت رکھتے ہیں تو پھر جمہوریت کس کھاتے میں ہے؟ اور فوج و جمہوریت میں سے جمہوریت کو مملکتِ اسلامیہ پاکستان کے لئے فائدہ مند سمجھنا کیا فکری گمراہی کا باعث نہ ہوگا؟

دراصل عالمی مالیاتی نظام بالخصوص سود پر مبنی ریزرو بنکاری کی بے پناہ استحصالی قوت کا اندازہ مسلم دنیا کے مفکرین کو ہے ہی نہیں' سوائے کسی استثنٰی کے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ روایتی دینی اداروں سے فارغ ہونے والے حضرات جدید معاشیات اور بنکاری سے واقف ہی نہیں ہوتے کہ یہ ان کی تعلیم و تدریس کا حصہ ہی نہیں۔ رہ گئے مسلم دنیا کے ماہرین معاشیات تو وہ جن اداروں سے معاشیات اور بنک کاری کی تعلیم پا کر نکلتے ہیں' وہ عالمی بنکاروں کی پیدا کی ہوئی Illusions (فریب نظر) کے سحرزدہ ہیں۔ اس لئے یہ ماہرین اس بصیرت سے محروم ہوتے ہیں جو عالمی بنکاری نظام کے بے پناہ استحصالی مضمرات اور ان کی وسعت کو سمجھ سکے۔ نتیجہ یہ ہے کہ مسلم دنیا اپنے مسائل سے نکلنے کے ضمن میں ملوکیت' فوج اور جمہوریت جیسے اہداف پر چاند ماری میں مصروف ہے بلکہ مصروف رکھی جا رہی ہے اور اصل ٹارگٹ کا اسے شعور ہی نہیں ہونے دیا جاتا۔

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم

تربیت کی اہمیت!

رعنا ہاشم خان

"مومن مرد اور مومن عورتیں سب ایک دوسرے کے رفیق ہیں' نیک باتوں کی تعلیم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں' نماز قائم کرتے ہیں' زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کی رحمت نازل ہو کر رہے گی۔ یقیناً اللہ سب پر غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔ ان سب مومن مردوں اور عورتوں سے اللہ کا وعدہ ہے کہ انہیں ایسے باغ عطا فرمائے گا جن کے دامن میں نہریں جاری ہونگی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ ان سدا بہار باغوں میں ان کے لئے پاکیزہ قیام گاہیں ہونگی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انہیں اللہ کی خوشنودی حاصل ہوگی' یہی بڑی کامیابی ہے"۔ (التوبہ: 71)

موسمِ بہار کی آمد کے ساتھ ہی تنظیم اسلامی نارتھ امریکہ میں تربیت گاہوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ ایک تھکا دینے والا سرد اور برفیلا موسمِ سرما گزارنے کے بعد یہ تربیت گاہیں بھی ہمارے ذہنوں کو اسی طرح تر و تازہ کر دیتی ہیں جیسے بہار کا موسم سوئی' مرجھائی زمین میں زندگی کی لہر دوڑا دیتا ہے۔ یقیناً یہ بھی قدرت کا ایک عظیم عطیہ ہے کہ اس نے ہمارے درمیان بھائی چارے کی فضا قائم کر رکھی ہے جس کا مظاہرہ اور مشاہدہ ان ٹریننگ کیمپس کے دوران بخوبی کیا جا سکتا ہے۔ ان کیمپس میں نوجوان رفقاء و رفیقات کا جوش و خروش اور سرگرمی بھی خوشگوار حیرت کا باعث ہوا کرتی ہے۔ ان کیمپس کا مقصد تنظیم کے کارکنوں کے دل' دماغ اور روح کو آراستہ کرنا اور اپنے مشن کے لئے مستحکم و مضبوط کرنا ہوتا ہے۔ یہ کام ان تربیت گاہوں میں بذریعہ دینی تعلیم' روحانی تربیت' ریفلیکشن' تزکیۂ نفس اور ٹیم ورک کیا جاتا ہے۔ یہ تربیت گاہیں نہ صرف کارکنوں کو چوکنا اور تیز فہم بناتی ہیں بلکہ آپس میں مل بیٹھنے اور اپنے آپ کو اپنے تنظیمی فرائض کی یاد دہانی کرانے کے لئے ایک ونڈر فل پلیٹ فارم فراہم کرتی ہیں۔

اسلام میں تربیت کی بہت اہمیت ہے۔ ہمارے پورے دین کی اساس تربیت پر ہے جو کہ سب سے پہلے اپنی تعلیم و تربیت پھر اپنے خاندان' اپنی کمیونٹی اور اپنے جماعتی شب و روز کا احاطہ کرتی ہے۔ قرآنِ مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ: "حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کسی قوم کے حال کو نہیں بدلتا جب تک وہ لوگ خود اپنی حالت کو نہیں بدل دیتے"۔ بقول شاعر

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

یعنی کہ جو شخص اپنی اصلاح کی فکر و سعی نہیں کرتا وہ وعدۂ نصرت کا مستحق نہیں ہوتا۔ ایک اچھا انقلاب لانے کے لئے اچھے حالات پیدا کرنے ضروری ہیں اور اچھے حالات اچھی تربیت ہی کی بدولت وجود میں آتے ہیں۔ لہٰذا یہ ہم پر ہے کہ اپنی حالت بدلیں' اپنے اطراف کی حالت بدلیں اگر ہم اس ذمہ داری کو نظر انداز کر دیتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ ہم نے اپنی سوسائٹی کی کوئی خدمت نہیں کی۔ آج کا مسلمان جس دور میں سانس لے رہا ہے اس میں دین کی روح کہیں تو بالکل ناپید ہے اور کہیں انتہائی کمزور۔ مخلص دینی جماعتیں اور ان کی تعلیم و تربیت ایسے میں اسلامی ماحول تخلیق کرنے کا رول بخوبی نبھا رہی ہیں۔ اسی طرح تنظیم اسلامی کی تربیت گاہیں اپنے کارکنوں کو نہ صرف ایک اچھا مسلمان بنانے میں مدد دیتی ہیں بلکہ ان کے لئے تنظیمی کردار کو کامیابی کے ساتھ ادا کرنے میں معاونت بھی کرتی ہیں۔ یہ تربیت گاہیں کارکنوں کو آپس میں متحد کرتی ہیں۔ ان ہی کے ذریعے تنظیم اور کارکن دونوں کو ریگولیٹ اور آرگنائز کیا جاتا ہے۔ اور ان سب سے بڑھ کر ان تربیت گاہوں کا جو مقصد ہے وہ ہے اللہ کی رضا جس کے حصول کا یہ ایک منفرد اور خوبصورت طریقہ ہے۔

مشہور کہاوت ہے کہ دانائی کی بات بیان کرنے والا اور اسے سننے والا دونوں پارٹنر ہوا کرتے ہیں اور اس پر عمل کرنے والا خصوصی انعام کا حقدار ٹھہرتا ہے۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ جو کچھ ان تربیت گاہوں میں سیکھتے اور سنتے ہیں اس کو خود پر لاگو کر کے مزید ایوارڈ حاصل کرنے کے اہل بنیں۔ ان تربیت گاہوں میں جمع ہو کر ہم فرمانبرداری' ڈسپلن' کوآپریشن اور اپنی جماعت سے محبت و یگانگت جیسے سنہری اصول سیکھتے ہیں۔ تمام دنیاوی سسٹم صرف 'اچھا شہری' بننے پر زور دیتے ہیں جو کہ ایک مخصوص سمت میں ہی کارآمد ہو سکتا ہے لیکن اس کے برعکس اسلام کا مطمع نظر ایک اچھا انسان بنانا ہے تاکہ پوری انسانیت فیض یاب ہو سکے۔ اسلام انسان کی روح' دل اور دماغ کی تربیت و تعمیر کرتا ہے تاکہ وہ زمین پر اس کا وائسرائے بن سکے۔ جس طرح تند تلوار بھی اگر استعمال میں نہ لائی جائے تو کند ہو جایا کرتی ہے بالکل اسی طرح کسی جماعت کے کارکن بھی بغیر تربیت کے ڈل ہو جاتے ہیں۔ یہ تربیت گاہیں ہمارے لئے تعلیم و تربیت کے زریں موقع کے ساتھ ساتھ ہماری روحانی اور دلی مسرت اور قلوب کی تفریح کا ذریعہ بھی ہیں جو ہم اپنے ساتھیوں سے مل کر حاصل کرتے ہیں۔ ان تربیت گاہوں میں باقاعدگی سے شرکت ہماری تنظیمی ڈیوٹی ہے۔

الحمد للہ کہ تنظیم اسلامی نارتھ امریکہ کی رواں سال کی پہلی تربیت گاہ بحسن و خوبی اختتام کو پہنچی اس مرتبہ ہمارا خاص موضوع "تزکیۂ نفس" تھا' اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو صحیح معنوں میں اپنے نفس کے تزکیے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری تنظیمی کوششوں کو ثمر آور کرے۔ آمین!

رعنا ہاشم خان

raana.khan@tanzeem.us

عمل صالح

امام ابو حنیفہؒ کا ایک شخص مقروض تھا جس محلے میں وہ رہتا تھا' وہاں آپ کا شاگرد فوت ہو گیا۔ آپ اس کی نماز جنازہ کے لئے تشریف لے گئے۔ تمازتِ آفتاب زوروں پر تھی اور وہاں پر کوئی سایہ نہ تھا۔ صرف اسی ایک شخص کے مکان کی دیوار تھی جو آپ کا مقروض تھا۔ لوگوں نے آپ سے کہا کہ ایک ساعت اس دیوار کے سائے میں آرام فرمایئے۔ آپ نے فرمایا اس صاحب دیوار پر میرا کچھ قرض ہے۔ اس واسطے میرے لئے اس دیوار سے فائدہ حاصل کرنا روا نہیں۔ اگر میں ان سے کچھ منفعت حاصل کروں تو ربا یعنی سود میں شمار ہوگا۔ (انتخاب: فرید اللہ مروت)

شہر بہ شہر، قصبہ بہ قصبہ ''تنظیم اسلامی'' کی سرگرمیاں اور اطلاعات

رپورٹ برائے سالانہ اجتماع تنظیم اسلامی حلقۂ خواتین

11 اپریل بروز اتوار تنظیم اسلامی حلقۂ خواتین لاہور کا سالانہ عمومی اجتماع قرآن آڈیٹوریم میں منعقد ہوا۔ مقررہ وقت سے پہلے ہی خواتین کی آمد شروع ہوگئی اور یوں دیکھتے ہی دیکھتے وسیع ہال بھرنے لگا۔ پروگرام کا آغاز قرآن مجید کی تلاوت سے ہوا۔ سورۃ الحدید کے رکوع نمبر 2 کی تلاوت کا شرف رفیقۂ تنظیم اسلامی محترمہ صائمہ اشرف نے حاصل کیا۔ اس کے بعد خوبصورت آواز سے دلکش انداز میں حمد باری تعالیٰ ماریہ بشیر صاحبہ نے پیش کی۔

حمد باری تعالیٰ کے بعد پروگرام کا باقاعدہ آغاز کرتے ہوئے نائب ناظمہ حلقۂ خواتین محترمہ امۃ المعطی نے تمام مہمانانِ گرامی اور رفیقات و دیگر خواتین کو خوش آمدید کہا نیز ناظمہ علیا محترمہ بیگم ڈاکٹر اسرار احمد صاحبہ کو کرسی صدارت سنبھالنے کی دعوت دی۔ کارروائی کو آگے بڑھاتے ہوئے محترمہ امۃ المعطی صاحبہ نے ناظمہ شرقی تنظیم لاہور محترمہ امۃ الحی صاحبہ کو دعوت دی۔ محترمہ کا موضوع خاص طور سے اہمیت کا حامل تھا محترمہ نے موجودہ دور کی ہولناک اور خود ساختہ ومہلک بیماری یعنی مادیت پرستی پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے متعدد آیات قرآنیہ واحادیث مبارکہ کے حوالوں سے مادیت پرستی کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ ''مادیت'' کی دوڑ میں آج کے مسلمانوں نے اپنے دینی فرائض کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ نیز سورۃ التکاثر کے حوالے سے کہا کہ ''تکاثر'' کی اس دوڑ میں عورت مرد سے بہت آگے ہے۔ نیز آج کی عورت اگر سادگی اختیار کرتے ہوئے 'کم' پر قناعت کر لے تو مرد کے حرام کی طرف جانے کی نوبت ہی نہ آئے۔ اسی حوالے سے انہوں نے زور دیا کہ خواتین کو چاہئے کہ وہ خرچ کرتے ہوئے روزِ جزا وسزا کا تصور ذہن میں رکھیں کہ جس دن ایک ایک نعمتِ خداوندی کا حساب دینا پڑے گا۔

اس کے بعد ناظمہ تربیت محترمہ امۃ المغنی صاحبہ نے دو اہم موضوعات کو قلیل وقت میں سمیٹا' موضوع تھے دین و مذہب کا فرق اور جہاد فی سبیل اللہ۔ سب سے پہلے اوّل الذکر موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ آج ہماری نگاہوں سے دین اسلام کا صحیح وجامع تصور اوجھل ہے اور صرف انفرادی گوشہ یعنی 'مذہب' باقی رہ گیا ہے۔ جبکہ دین اسلام ایک ہمہ گیر اور مکمل ضابطۂ حیات ہے جو زندگی کے انفرادی گوشوں کے ساتھ ساتھ اجتماعی پہلوؤں کو بھی سمیٹے ہوئے ہے' جس میں معاشرت' معاشیات وسیاست شامل ہیں۔ مزید برآں انہوں نے کہا کہ آج کے نام نہاد مسلمان محض نماز اور روزے پر بھی مطمئن ہو گئے ہیں۔ جبکہ تمام مسلم قوتوں کو متحد ہو کر اعلائے کلمۃ اللہ کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔ لہٰذا **وما امروا الا لیعبدوا اللّٰہ مخلصین له الدین** کے مصداق بندۂ رب کا کام بندگیٔ رب ہے۔

اس کے بعد اپنے اگلے موضوع جہاد فی سبیل اللہ کے ضمن میں انہوں نے کہا کہ جس طرح ہم دین کے معاملے میں غلط فہمیوں کا شکار ہیں بالکل اسی طرح ہم جہاد کے معاملہ میں بھی مغالطوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ انہوں نے جہاد وقتال کا الگ الگ معنی ومفہوم بیان کرتے ہوئے کہا کہ قتال' جہاد کی چوٹی ہے کُل جہاد نہیں اور یہ کہ جہاد فرضِ عین ہے جبکہ قتال فرضِ کفایہ ہے۔ مختلف آیاتِ قرآنی واحادیث مبارکہ کے حوالے سے جہاد پر سیر حاصل گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ہر انسان اپنے اپنے دائرۂ کار میں جہاد کر رہا ہے۔ خواہ وہ کسی بھی نوعیت کا ہو۔ آخر میں انہوں نے کہا کہ بندۂ مؤمن کو مسلسل جدوجہد کرتے ہوئے کافرانہ نظام ختم کرنے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا نظام قائم کرنے کی کوشش کرنی ہے۔

اس کے بعد محترمہ امۃ المعطی صاحبہ نے دلچسپ موضوع (سائنسی حوالے سے) ''قرآنی آیات کی روشنی میں ہمارے اندر کا سفر'' کے لئے رفیقۂ تنظیم اسلامی محترمہ ڈاکٹر رخشندہ کو دعوتِ کلام دی۔ محترمہ نے بہت اچھے ودلچسپ انداز میں مختلف Scientific logics اور آیاتِ قرآنیہ کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کی بے شمار اور بے حد وحساب نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے بندۂ مومن کو شکر الٰہی بجالانے اور ان نعمتوں کا حق ادا کرنے کی تاکید کی۔ محترمہ کی گفتگو مختلف پہلوؤں سے سائنسی معلومات کا خزینہ ثابت ہوئی۔

اس کے بعد پروگرام کا خاص واہم ترین حصہ بانی تنظیم محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی پس پردہ تقریر تھی۔ بانی محترم نے ''موجودہ حالات میں خواتین کا کردار'' کے حوالے سے خواتین کی قرآن وسنت کی روشنی میں رہنمائی فرماتے ہوئے زور دیا کہ ہر مسلمان مرد وعورت کو اپنے دینی فرائض سے مکمل آگاہی ہونی چاہئے۔ اس ضمن میں بانی محترم نے اپنی کتاب ''فرائض دینی کا جامع تصور'' کے حوالہ سے مختصر مگر جامع طور پر خواتین کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے زور دیا کہ موجودہ دور چونکہ دجالی فتنے کی زد میں ہے لہٰذا خواتین کو چاہئے کہ وہ نہ صرف خود مکمل اعتماد کے ساتھ شریعت پر عمل کریں بلکہ اپنے بچوں کی تربیت بھی شرعی اصولوں کے مطابق کریں۔ مزید یہ کہ اپنی اولاد کے اندر آخرت کی زندگی کی لگن اور دنیاوی زندگی سے بیزاری پیدا کریں۔ اس ضمن میں انہوں نے فرمایا کہ موجودہ تکنیکی علوم کے ساتھ ضروری ہے کہ نظریاتی علوم مثلاً سیاسیات ومعاشیات وغیرہ کی تعلیم کی طرف توجہ دیں اور اپنے بچوں کو ایسے مضامین پڑھانے کی طرف لگائیں کہ جس سے ذہن وعلم کو جلا حاصل ہو اور ایسی ہی اسلامی سوچ کے حامل نوجوانوں کو تدریسی شعبوں کی طرف آنا چاہئے تاکہ وہ بھی آئندہ نسل کو مثبت سوچ فراہم کرنے میں اپنا خاطر خواہ کردار ادا کر سکیں۔

کارروائی کو آگے بڑھاتے ہوئے محترمہ آپا رضیہ مدنی صاحبہ کو دعوت گفتگو دی گئی ان کا موضوع ''سفلی علوم وتوہمات'' تھا۔ انہوں نے کہا آج دین سے دوری کے باعث عوام الناس طرح طرح کے توہمات کا شکار ہے۔ آج نوجوان طبقے میں **Stars**' قیافہ شناسی' چہرہ شناسی وغیرہ کی طرف دلچسپی پائی جاتی ہے۔ نیز لوگ فال' رمل اور کاہنوں وغیرہ کے چکر میں اپنا قیمتی وقت و پیسہ برباد کر رہے ہیں۔ جدید دور میں کچھ مخصوص اصطلاحات ہیں کہ جن کے پس پردہ چھپے ہوئے شرک کو عام طبقہ نہیں پہچان پاتا' محترمہ نے آیاتِ قرآنیہ اور احادیث مبارکہ کے حوالوں سے جادو وغیرہ کی بھرپور مذمت کرتے ہوئے خواتین کو ان توہمات سے بچنے اور شریعت پر عمل کرنے کی نصیحت فرمائی۔ نیز اپنی مؤثر گفتگو کے اختتام پر انہوں نے جادو وغیرہ سے بچنے اور علاج کے لئے مسنون طریقہ بھی بتایا۔ اور نصیحت کی کہ ہمیں اپنے عقیدہ کو درست وصراط مستقیم پر رکھنے کی ضرورت ہے۔

اس کے بعد خوبصورت آواز میں فکر انگیز نظم اے دخترِ اسلام...... رفیقۂ تنظیم اسلامی محترمہ طوبیٰ اسعد نے پیش کی۔

موجودہ دور کی بے پردگی سے بچنے کے لئے اور دجالی فتنے کی قباحتوں کا ذکر رفیقۂ تنظیم اسلامی محترمہ ثمن بشیر نے اپنی مختصر تقریر میں کیا۔ محترمہ نے کہا کہ بے پردگی وبے دینی پھیلانے میں آج پرنٹ میڈیا والیکٹرانک میڈیا کا بہت اہم کردار ہے۔ خصوصاً بچوں اور نوجوان طبقے میں **cartoon** وغیرہ کے ذریعے سیکولرازم پیدا کیا ہے۔

اس کے بعد خوبصورت ونھی منی سی بچی بشریٰ اسعد نے عربی نعت پیش کی۔ اسی دوران تمام حاضرین میں تنظیم اسلامی کے تعارفی کتابچے تقسیم کئے گئے۔ اس کے بعد محترمہ امۃ المعطی صاحبہ نے موجودہ امریکی وصیہونی یلغار اور اسلام مخالف نصابی تبدیلیوں سے متعلق ایک قرارداد پیش کی اور اجتماعی طور پر اس کا مطالعہ کراتے ہوئے آج کی امت مسلمہ کو خواب غفلت سے جاگنے کی تاکید کی۔

پروگرام کے آخر میں رفیقۂ تنظیم اسلامی عاتکہ علاؤ الدین نے تنظیم کا مختصر تعارف کراتے ہوئے اندرون وبیرون ملک رفیقات کی سرگرمیوں کا ہلکا سا جائزہ سامعین وحاضرین کے سامنے پیش کیا اور اس ضمن میں بیعت کی اہمیت اور تاریخی پس منظر کا حوالہ دیتے ہوئے اجتماعی زندگی کی برکات کا ذکر کیا۔

اس کے بعد تمام حاضرین کو ان کی نشستوں پر تناول ماحضر کے طور پر نان تقسیم کئے گئے۔
اور یوں یہ مبارک محفل ناظمہ علیا محترمہ ڈاکٹر اسرار احمد صاحبہ کی پیاری پیاری اور سبق آموز

نصیحتوں اور دعائیہ کلمات کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔ (اس پروگرام میں شرکت کے لئے کچھ رفیقات تنظیم فیصل آباد سے خاص طور پر تشریف لائی تھیں)

الحمدللہ مسلسل 9:30 سے 2:30 بجے تک ایک طویل نشست میں رفیقات نے خصوصاً اور حاضرین نے عمومی طور پر بھرپور discipline کا مظاہرہ کیا دوران پروگرام مہمان خواتین کی خدمت کے لئے رفیقات کی مختلف ڈیوٹیاں لگائی گئیں جنہیں انہوں نے بخوبی ادا کیا۔ بہت تشنگی رہ جائے گی اگر اس پروگرام کی انتظامیہ کی محنت کا ذکر نہ کیا جائے۔ ہمارے اس پروگرام کو کامیاب بنانے میں اولاً تو اللہ کی مدد ہے اور کل شکر اور کل حمد وثنا اسی کے لئے ہے اور اس کے بعد قرآن کالج اور قرآن اکیڈمی کے ذمہ دار حضرات نے ہمارے ساتھ بہت تعاون کیا جس کے لئے ہم تہہ دل سے ان کے مشکور ہیں اور مزید وہ مرد حضرات جنہوں نے بچوں کو گھروں میں سنبھالا اور خواتین کی اجتماع میں شرکت کو آسان بنایا۔

اور وہ رفیقات تنظیم اسلامی جنہوں نے بہت ذمہ داری سے پورا ٹائم دے کر اپنے فرائض کو نبھایا۔ ان سب کے لئے شکریہ کے لئے بہت سے الفاظ ناظمہ علیا صاحبہ اور ناظمہ اجتماع کے طرف سے جزا کم اللہ خیرا احسن الجزاء فی الدارین.

اور اگر ہماری طرف سے کوئی کمی رہ گئی یا کسی مہمان کو کوئی تکلیف اٹھانی پڑی تو اس کے لئے ہم معذرت خواہ ہیں۔

اللہ سے دعا ہے تو وہ ہمیں صراط مستقیم پر گامزن رکھے اور ہمارے مختصر سے قافلے کو ایمان قلبی کی دولت عطا کردے اور ہماری مساعی کو شرف قبولیت عطا فرمادے۔ آمین یارب العالمین

(رپورٹ: عاتکہ علاؤالدین)

حلقہ خواتین اسلام آباد کی رپورٹ

اسلام آباد میں حلقہ خواتین تنظیم اسلامی الحمدللہ اس وقت پہلے کی نسبت کافی فعال ہے۔ ہماری کچھ مبتدی رفیقات نے حال ہی میں پانچ سالہ نصاب کے حوالے سے پہلا پیپر پاس کر کے ملتزم رفیقات ہونے کا اعزاز بھی حاصل کیا ہے۔ رزلٹ کی اسناد دینے کے لئے اور کچھ نئے اسروں کی تشکیل کے ضمن میں 6 مارچ بروز ہفتہ لاہور سے ناظمہ صاحبہ اور نائب ناظمہ صاحبہ تشریف لائی تھیں۔ 10-I مرکز اسلام آباد میں ایک رفیقہ کے گھر پر تمام رفیقات سے ملاقات کا انتظام کیا گیا تھا۔ اس پروگرام میں راولپنڈی، اسلام آباد اور گوجرخان کی خواتین نے بھی شرکت کی۔ تقریباً 40 کے قریب خواتین شریک ہوئیں۔ ان میں کچھ ایسی خواتین بھی تھیں جو کہ تنظیم اسلامی میں شمولیت کی خواہش رکھتی تھیں۔ اور ناظمہ صاحبہ سے بھی ملاقات کی خواہش مند تھیں۔

سب سے پہلے نائب ناظمہ صاحبہ نے تنظیم اسلامی میں بیعت کے حوالے سے جامع گفتگو کرتے ہوئے بیعت فارم پر کندہ الفاظ (جو کہ سورۃ الممتحنہ کی آیت نمبر 12 سے لئے گئے ہیں) کا ترجمہ اور مختصر تشریح بیان کی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی اکرمؐ کو کب اور کس موقع پر خواتین سے بیعت لینے کا حکم ہوا تھا اور بیعت کی اہمیت کی وضاحت کرتے ہوئی انہوں نے کہا کہ جماعت کو اختیار کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور نبی اکرمؐ کی سنت بھی ہے۔ جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے انسان تنہا کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ جبکہ اجتماعیت میں طاقت بھی ہے اور برکت بھی اور اس وقت جبکہ دنیا میں ہر طرف باطل کا دور دورہ ہے۔ ہم سب مرد وخواتین پر فرض عین ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے نفاذ کی کوشش کریں۔ یہی ہماری تنظیم کے قیام کا مقصد بھی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قائم کرنا پہلے اپنے ملک میں اور پھر بتدریج پوری دنیا میں اور ہمارا بیعت کرنے کا مقصد بھی انہی کوششوں میں حصہ لینا ہے۔ اور یہ اس لئے ہم کر رہے ہیں تاکہ ہمیں اللہ کی رضا حاصل ہو اور ہماری آخرت میں نجات ہو سکے۔

اس کے بعد ناظمہ صاحبہ نے مختصر مگر جامع گفتگو کی اور خواتین سے گزارش کی کہ وہ اپنی دینی ذمہ داریوں کو پہچانیں اور وقت فضول خرچ کرنے کی بجائے اپنے بچوں کی دینی تعلیم و تربیت اور اپنے باقی دینی فرائض بھی تندہی سے انجام دیں۔ ہم سب بیعت کر کے ایک معاہدے میں بندھ گئے ہیں اور ہمیں اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے بھرپور کوشش کرنی ہے۔ اس راہ میں اگر مسائل پیش آجائیں تو پریشان نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ اللہ کی رضا کو مقدم رکھتے ہوئے اس کے دین کی سربلندی کے لئے کوششیں جاری رکھنی چاہئے۔ اللہ ہمیں اپنے دین کی سربلندی کے لئے مخلص رکھے۔ آمین!

آخر میں اسلام آباد میں تین اسروں کی تشکیل قرار پائی اور ایک اسرہ گوجرخان بھی تشکیل پایا اور نئی نقیبات کو ان کی ذمہ داریوں کے ضمن میں کچھ ہدایات دی گئیں۔ پہلے پرچہ کے رزلٹ کی اسناد تقسیم کی گئیں اور آخر میں ظہر کی نماز کے بعد کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ اس کے بعد یہ تقریب اختتام کو پہنچی۔

تنظیم اسلامی میرپور آزاد کشمیر کا دعوتی وتربیتی پروگرام

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ اسلام ایک عالمگیر آفاقی دین ہے۔ جو لوگوں کی سلامتی وامن کے لئے غلبہ چاہتا ہے جب تک غالب رہے دین ہے لیکن جب مغلوب ہو یعنی نظام زندگی کے طور پر قائم نہ ہو تو محض مذہبی گوشے تک محدود ہو کررہ جاتا ہے۔ چوبیس گھنٹوں میں پانچ نمازوں کے تقریباً گھنٹے سوا گھنٹے تک مقید ہوتا ہے۔ باقی ساری زندگی کی معاشی، معاشرتی اور سیاسی بھاگ دوڑ اسلام کے تابع نہیں ہوتی۔ زندگی کے جملہ امور اسلام کے تابع کیوں اور کیسے ہوں کہ اسلام غالب ہو جائے۔ تنظیم اسلامی اس طریق کار کو سمجھانے کے لئے اور رفقاء کی تربیت کے لئے وقتاً فوقتاً مختلف المعیاد پروگراموں کا انعقاد کرتی رہتی ہے۔ یہ پروگرام بھی اسی سلسلے کی کڑی تھا۔ 21 مارچ 2004ء عصر سے قبل اسرہ میرپور کے رفقاء واحباب نے تمام انتظامات مکمل کر رکھے تھے۔ یہ یاد رہے کہ صرف تین ماہ قبل یہ اسرہ قائم ہوا جس کے نقیب قاری منشاالرحمٰن کی بھی بھرپور معاونت حاصل ہے۔ بہرحال عصر سے قبل گجرخان سے چھ رفقاء اسرہ میرپور، جبی، جاتلاں کے 8 رفقاء کے علاوہ 5 احباب جمع ہو چکے تھے۔ نماز عصر کے بعد شبیر احمد نقیب اسرہ کی تلاوت وتعارفی کلمات سے تعارفی نشست ہوئی۔ جس میں 20 رفقاء احباب شریک تھے۔ مغرب سے قبل مجلس برخاست ہوئی۔ نماز مغرب کے بعد جامع مسجد غازی الٰہی بخش میں سید محمد آزاد امیر تنظیم اسلامی میرپور نے درس دیا۔ جس میں تقریباً 18 احباب ورفقاء شریک تھے۔ اسی طرح مولانا عبدالشکور کی جامع مسجد میں عبدالمجید ندیم نے درس دیا۔ جس میں تقریباً 15 رفقاء واحباب شریک تھے۔ نماز عشاء کے بعد مولانا عبدالغفور مہتمم جامع صدیقیہ کی طرف سے نہایت لذیذ و پرخلوص کھانا کھایا گیا۔ مولانا موصوف نے ہمیشہ شفقت و سرپرستی فرمائی ہے اس سے قبل بھی تین چار پروگرام مولانا موصوف کے تعاون سے ہی ہوتے رہے ہیں حتیٰ کہ رہائش کے علاوہ خورد ونوش کا انتظام بھی مولانا صاحب ہی کی طرف سے ہوتا رہا ہے۔ آپ بڑے کشادہ دل انسان ہیں دین کے معاملہ میں تعاون آپ کا طرۂ امتیاز ہے۔ اس ضمن میں مولانا عبدالغفور صاحب کا جتنا شکریہ ادا کیا جائے کم ہے۔ ہم ان کے انتہائی ممنون احسان ہیں۔ بہرحال کھانے کے بعد ویڈیو کیسٹ از ڈاکٹر اسرار احمد بعنوان ''تنظیم اسلامی کی دعوت'' دیکھا گیا۔ 22 احباب ورفقاء شریک تھے۔ 10.15 بجے نشست کا دعا پر اختتام ہوا۔

22 مارچ کو جامعہ صدیقیہ کی مسجد میں افتخار احمد صاحب نے درس قرآن دیا جس میں 28 افراد تھے۔ آٹھ بجے ناشتہ ہوا اور ساڑھے آٹھ بجے رات والا بقیہ کیسٹ دیکھا گیا۔ 9:15 بجے قاری منشاء الرحمٰن صاحب نے تجوید پڑھائی۔ اس کے بعد قاری شبیر احمد صاحب نے حدیث خیر الناس من ینفع الناس پر گفتگو فرمائی۔ ان کے بعد افتخار احمد صاحب نے تعارف تنظیم اسلامی کا مطالعہ کرایا۔ 12:55 تا 1:20 بجے فیاض اختر میاں صاحب نے دعوت دین کے معاملہ میں مشکلات اور ان کے حل کے ضمن میں مذاکرہ کرایا۔ نماز ظہر کے بعد کھانا اور پھر عصر تک آرام کیا۔ عصر سے پہلے چائے اور پھر نماز عصر کے بعد ندیم مجید صاحب نے دوروحانی بیماریوں حسد وتکبر اور ان کے علاج پر روشنی ڈالی۔ مغرب سے قبل یہ نشست اپنے اختتام کو پہنچی۔ نماز مغرب کے بعد سید محمد آزاد صاحب نے جامع مسجد مولانا عبدالشکور میں درس قرآن دیا۔ جس میں تقریباً 26 افراد شریک تھے۔ جب کہ راقم نے مسجد ابوالقاسم میں درس دیا جس میں تقریباً 16 افراد شریک تھے۔ نماز عشاء کے بعد کھانا ہوا اور پھر ویڈیو کیسٹ از ڈاکٹر اسرار احمد بعنوان فرائض دینی کا جامع تصور او جہاد دیکھا گیا۔ 10:30 بجے یہ پروگرام دعا پر اختتام کو پہنچا۔

اگلے روز فجر سے قبل رفقاء نے نماز تہجد ادا کی۔ 23 مارچ کی نماز فجر کے بعد افتخار احمد صاحب نے جامع مسجد مولانا گل زار عابد والی میں درس قرآن دیا جس میں تقریباً 25 افراد شریک تھے۔ اس کے بعد ناشتہ ہوا اور رحمان میرج ہال میں جلسے کی تیاریاں شروع ہونے لگی۔ رحمان میرج ہال میں محترم خالد محمود عباسی نے ''استحکام پاکستان'' کے عنوان پر خطاب فرمایا۔ ان سے قبل قاری شعیب صاحب نے حضورؐ کی خدمت میں نذرانہ عقیدت پیش کیا۔ یہ جلسہ مولانا عبدالغفور صاحب کی زیر صدارت تھا۔ اس کی تفصیلی رپورٹ افتخار احمد صاحب نے بھیجنی ہے۔ بہر حال رحمان میرج ہال کے مالک خصوصی شکریے کے مستحق ہیں جنہوں نے خود بغیر کسی معاوضے کے پروگرام کرنے کی دعوت دی اور خود بھی جلسے میں بھر پور شرکت کی اور شرکاء جلسہ کے لئے کسی قسم کی تقریب منعقد کرنے پر خصوصی Discount کا اعلان کیا۔ اس سارے دعوتی پروگرام کے ناظم تربیت سید محمد آزاد ناظم طعام محمود احمد صاحب' ناظم اجتماع فیاض اختر میاں تھے۔ بہر حال مولانا عبدالغفور صاحب' مولانا عبدالشکور مولانا گلزار عابد صاحب' مولانا مشتاق صاحب' حکیم غشاء الرحمٰن صاحب او جامع صدیقیہ کے طلباء اور اساتذہ کے خصوصی تعاون پر شکر گزار ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام تعاون کرنے والے حضرات کو اجر عطا فرمائیں۔ (غلام سلطان نقیب اسرہ جبی دارالسلام)

تربیت گاہ برائے ملتزم رفقاء

معاشرے میں مثبت تبدیلی لانے کے لئے تربیت یافتہ افراد کی اہمیت مسلم ہے۔ تربیت سے جہاں کارکنوں کی شخصیت اور کردار میں پختگی آتی ہے دوسری طرف ان سے یہ توقع بھی رکھی جاتی ہے کہ معاشرے میں انقلابی تبدیلی لانے کے لئے اسے استعمال کریں۔

اسی مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے تنظیم اسلامی پاکستان وقتاً فوقتاً اپنے رفقاء کی تربیت اور نظریاتی پختگی کے لئے تربیت گاہوں کا انعقاد کرتی ہے۔

سال کی پہلی ملتزم تربیت گاہ کا انعقاد (11 تا 17 اپریل مرکزی دفتر گڑھی شاہو لاہور میں) ہوا۔

11 اپریل کی شام کو تقریباً تمام ساتھی اپنی منزل مقصود پر پہنچے۔ کارروائی کا باقاعدہ آغاز عبدالرشید رحمانی صاحب کے ابتدائی کلمات سے ہوا۔

دوسری نشست میں ''خطابات کیسے تیار کیا جائے؟'' کے موضوع پر حافظ عبداللہ محمود صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا اور بڑے پر کشش انداز میں موضوع پر سیر حاصل تبصرہ کیا اور خطاب کی تیاری کے مختلف تکنیکی اور عملی پہلوؤں کی وضاحت کی۔

12 اپریل: باقاعدہ آغاز درس قرآن سے ہوا۔ محمد نثار صاحب نے درس قرآن کی سعادت حاصل کی۔ آپ نے بڑے پر جوش اور مبلغانہ انداز میں قرآن کریم کا آفاقی پیغام رفقاء کے سامنے پیش کیا۔ ''دینی فرائض کا جامع تصور'' کے موضوع پر رحمت اللہ بٹر صاحب نے تین لیکچر دیئے۔ آپ نے بڑے ہی مدلل انداز میں موضوع پر خطابات دیئے۔ جس سے رفقاء کے ذہنوں میں تنظیم کا پیغام مزید گہرا اور پختہ ہوگیا۔ مغرب کی نشست میں جناب فرقان دانش صاحب کی تقریر ''اخلاقی رذائل'' قابل تعریف تھی آپ نے انسانی شخصیت پر اثر انداز ہونے والے اخلاقی رذائل کا عرق ریزی سے تجزیہ پیش کیا۔

تنظیم اپنے رفقاء کو موقع فراہم کرتی ہے کہ وہ نہ صرف قرآن کے انقلابی پیغام کو اپنی زندگی کا حصہ بنادے' بلکہ وہ ایک داعی کی حیثیت سے اس پیغام کو تمام لوگوں تک پہنچادیں۔ اس سلسلے میں تمام رفقاء کے لئے لازم قرار دیا گیا کہ ''دینی فرائض کے جامع تصور'' پر خطاب دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام شرکاء نے موضوع پر تقاریر کیں۔ جس سے اس کے اندر خود اعتمادی اور حوصلہ بڑھا۔ یہ سلسلہ دو دن تک جاری رہا۔

13 اپریل: دوسری نشست میں بانی تنظیم محترم ڈاکٹر اسرار احمد کے خطاب ''اسلام کے انقلابی فکر کے چار زاویئے'' کی ویڈیو دکھائی گئی شام کی نشست میں شرکاء کا تفصیلی تعارف ہوا۔ آج نماز عصر کے بعد رفقاء کو تفصیلی تعارف پیش کرنا تھا۔ ناظم تربیت نے شرکاء کے مشورے سے سیر کا پروگرام بنایا۔ تمام ساتھی شاہی قلعہ گئے۔ نماز مغرب بادشاہی مسجد میں ادا کی اور نماز کے بعد باہر لان میں بیٹھ کر رفقاء نے اپنا تفصیلی تعارف پیش کیا جس سے بہت سے سبق آموز پہلو سامنے آئے۔

14 اپریل ڈاکٹر مظہر الاسلام نے درس قرآن دیا۔ صبح کی نشست میں شرکاء نے خطابات اور

دو پہر کی نشست میں منہج انقلاب نبویؐ پر پروفیسر خلیل الرحمٰن صاحب نے دو تقاریر کیں۔ آپ نے نہایت ہی آسان اور عام فہم انداز میں انقلاب کے طریقہ کار پر سیر حاصل گفتگو کی اور شرکاء کے ذہنوں میں موجود اشکالات کو رفع کیا۔ اگلے پیریڈ میں گروپ ڈسکشن ہوئی۔

15 اپریل کو حسب معمول درس قرآن سے آغاز ہوا۔ افتخار احمد صاحب میر پور آزاد کشمیر نے سورۂ فاتحہ کا درس دیا۔ افتخار احمد صاحب میں وہ تمام صلاحیتیں موجود ہیں جو کہ ایک اچھے خطیب اور مدرس میں ہونی چاہئیں۔ اپنے مافی الضمیر کو جاندار طریقے سے بیان کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ دوپہر کی نشست میں امیر محترم کے دو خطاب تھے۔ ان کا موضوع ''ماتحت رفقاء کا نظم بالا سے تعلق'' اور ''اطاعت امیر'' بمقابلہ ''تنازع فی الامر'' تھا۔

سورۂ نور اور سورۂ توبہ اور سیرت النبیؐ کی روشنی میں آپ نے تمام نکات کی وضاحت کی۔ قرآن کی رو سے نظم جماعت کو کس طرح قائم رکھیں اور وہ کون سے امور ہیں جن کو پورا کرنے سے ایک جماعت قائم رہتی ہے۔ اور وہ کون سے امور ہیں جو جماعت کی نظم کو پارہ پارہ کر دیتی ہے۔ آپ نے ان کو تفصیل سے بیان کیا۔ تنظیم کی طرف سے یہ کوشش قابل تحسین ہے کہ رفقاء کو دعوت کے سلسلے میں لوگوں سے براہ راست ملنے کا موقع دیا جاتا ہے۔ 15 اپریل کی شام تمام رفقاء کو دو گروپوں میں تقسیم کیا گیا۔ بعد نماز عصر گشت کیا گیا ایک گروپ نے لاہور وسطی کا دورہ کیا۔ جس میں برادرم شفیق احمد شاہ نے 50 افراد کے سامنے درس قرآن پیش کیا۔ آپ نے ''مسلمانوں کے زوال کا اصل سبب قرآن مجید سے دوری'' کے موضوع پر دل دہلا دینے والی تقریر کی اور سامعین کو انتہائی متاثر کیا۔

دوسرا گروپ جس نے حلقہ لاہور شمالی کا دورہ کیا میں ڈاکٹر غلام مرتضیٰ نے درس قرآن کی سعادت حاصل کی۔

اس کے علاوہ اسی دن اشرف وصی صاحب کے ساتھ شرکاء کا براہ راست منہج انقلاب نبویؐ پر مذاکرہ ہوا جو بہت ہی مفید اور کامیاب رہا اور شرکاء نے اسے بہت ہی پسند کیا۔

16 اپریل کی صبح جناب نثار احمد شفیق صاحب نے نماز کا ترجمہ پڑھایا۔ ناشتہ کے بعد انجینئر محمد علی صاحب نے ''انفرادی رابطہ کیسے کیا جائے اور اس کی اہمیت'' کے موضوع پر دو لیکچر دیئے۔ آپ نے مختلف Diagrams کے ذریعہ شرکاء کو سمجھانے کی کوشش کی۔ آپ نے دعوت دین کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور اس کی وضاحت کی۔ آپ نے یہ بھی واضح کرنے کی کوشش کی کہ وہ کون سا جذبہ محرکہ ہے جو ہمیں دعوت دین پر ابھارتی ہے۔ آپ نے کہا کہ اخروی فلاح ونجات اور اپنے فرض کی ادائیگی کو پیش نظر رکھ کر اس میں دعوت دینا چاہئے۔ آپ نے انفرادی دعوت کی اہمیت کی بھی وضاحت کی' بعد میں سوال و جواب کے ذریعہ شرکاء کے اعتراضات اور اشکالات کو رفع کرنے کی کوشش کی۔

16 اپریل کو چونکہ جمعہ تھا اس لئے تمام شرکاء بانی تنظیم محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے خطاب جمعہ سننے کے لئے مسجد دارالسلام باغ جناح پہنچے۔ بانی محترم نے موجودہ فلسطینی صورت حال اور اس کے نتائج پر مفصل خطاب فرمایا۔

بعد نماز عصر تمام شرکاء بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد کے خطاب جمعہ سننے کے لئے مسجد دارالسلام باغ جناح پہنچے۔ بانی محترم نے موجودہ فلسطینی صورت حال اور اس کے نتائج پر ایک مفصل خطاب فرمایا۔ تمام شرکاء نے بانی محترم سے قرآن اکیڈمی انجمن خدام القرآن میں ملاقات کی۔ بانی محترم سے شرکاء کا تعارف ہوا اور بعد میں سوال و جواب کی نشست بھی ہوئی۔

دعوت کے سلسلہ میں ایک بار پھر شرکاء کو موقع دیا گیا۔ اس مرتبہ انہوں نے حلقہ لاہور جنوبی کا دورہ کیا اور وہاں پر ایک مسجد میں بعد نماز مغرب درس قرآن کا انعقاد ہوا۔

نثار احمد شفیق نے ایک مرتبہ پھر اپنی ذمہ داری بخوبی انجام دی۔ آپ نے ناظرین کو دعوت رجوع الی القرآن کے موضوع پر خطاب کیا۔ (یہ بات یاد رہے کہ رفقاء کو روزانہ تہجد کے لئے اٹھایا جاتا اور پھر خطبہ نکاح' خطبہ جمعہ یاد کروایا جاتا)

17 اپریل جو تربیت گاہ کا آخری دن بھی تھا۔ حسب معمول درس قرآن سے کارروائی کا آغاز ہوا۔ محمد سجاد صاحب نے درس قرآن کا فریضہ سنبھال لیا۔ بعد کی دو نشستوں میں ناظم دعوت و تربیت جناب شاہد اسلم صاحب نے ''کارکنوں کے باہمی تعلق'' پر لیکچر دیا۔ اور دوسرا لیکچر جناب حافظ عبداللہ محمود صاحب ''انفاق فی سبیل اللہ'' کے موضوع پر پیش کیا۔ اسی طرح تربیت گاہ اپنے

اختتام کو پہنچی۔ اور تمام ساتھی اس جذبہ کے ساتھ ایک دوسرے سے جدا ہونے لگے کہ وہ اپنی تمام توانائیاں مالی ہوں یا جانی اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچانے' اور اقامت دین کے عظیم فریضہ کو پورا کرنے میں کھپائیں گے۔ آمین!
(راقم: حاجی نواب' اسرہ سواڑی' ضلع بونیر)

تربیت گاہ برائے ناظمین تربیت حلقہ جات بمقام مرکز تنظیم اسلامی' لاہور

تنظیم اسلامی نہ معروف معنوں میں سیاسی جماعت ہے اور نہ مذہبی فرقہ بلکہ ایک اصولی انقلابی جماعت ہے جس کا مقصد نظام خلافت کو محمد ﷺ کے طریقے پر قائم کرنے کی ایک منظم کوشش ہے دنیا کو دین کے مطابق بنانے کا راستہ اور ظلم واستحصال کے خلاف جہاد ہے اور اس کے لئے افراد کو ایک پلیٹ فارم مہیا کرنا ہے جس کے تحت وہ نہ صرف اپنی آخرت کی زندگی سنوار سکیں بلکہ اجتماعی شکل میں درج بالا مقصد یعنی نظام خلافت برپا کر سکے۔ افراد کی تربیت بنیادی ضرورت ہے اور تربیت یافتہ افراد ہی منظم شکل میں انقلاب برپا کر سکتے ہیں اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے تنظیم اسلامی مختلف قسم کی تربیت گاہیں منعقد کرتی ہے تا کہ ان کی فطری صلاحیتوں کو نشوونما مل سکے اور مقصد کے حصول میں معاون ہو۔ سال بھر یہ تربیت گاہیں کبھی مبتدی رفقاء کے لئے تو کبھی ملتزم رفقاء کے لئے کبھی مدرسین تو کبھی ناظمین تربیت کے لئے منعقد ہوتی ہیں تا کہ وہ جدید اور قدیم طریقہ ہائے تربیت سے استفادہ کر سکیں۔ اس قسم کی ایک تربیت گاہ برائے ناظمین تربیت یکم تا 4 اپریل مرکزی دفتر گڑھی شاہو میں منعقد ہوئی۔ جو اپنی نوعیت کی ایک بہترین تربیت گاہ تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کے منتظمین کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ ہر پہلو سے خیال رکھا گیا تھا اس میں انفرادی اعمال تہجد و ذکر واذکار کے علاوہ درج ذیل عنوانات کے تحت اکابرین تنظیم نے فکر وعمل ابھارنے کی بھرپور کوشش کی۔

روزانہ تجوید	جناب عبداللہ واحد صاحب
انقلابی تربیت بمقابلہ خانقاہی تربیت	جناب مختار حسین فاروقی صاحب
ہمہ گیر نظریہ کے لئے ہمہ جہتی نظام تربیت	بانی تنظیم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب
ناظم تربیت کے فرائض منصبی	اظہر بختیار خلجی صاحب
ٹائم مینجمنٹ (Time management)	محمد رشید ارشد صاحب
ہم تربیت گاہوں کا انعقاد کیسے کرتے ہیں	شاہد اسلم صاحب
معاملات	رحمت اللہ بٹر صاحب
فکر تنظیم (مذاکرہ)	محمد اشرف وصی صاحب
انفرادی رابطہ (بذریعہ ویڈیو)	محمد نسیم الدین صاحب
تربیت میں تمسک بالقرآن کی اہمیت	حافظ عاکف سعید صاحب امیر تنظیم
مربی کی مسئولیت اور تعلق مع اللہ	خالد محمود عباسی صاحب
تربیت کے مختلف اسلوب اور طریقے	محمد رشید ارشد صاحب

آخر میں شرکاء کے خطابات ہوئے اور اس ہدف کو لے کر رخصت ہوئے کہ ہم بھی ان شاء اللہ اپنے اپنے حلقوں میں مختلف تربیت گاہوں کا انعقاد کریں گے۔
(مرتب: احسان الودود' ناظم تربیت حلقہ سرحد شمالی تیمر گرہ)

حلقہ سرحد شمالی کی ماہانہ دعوتی و تربیتی شب بسری

تنظیم اسلامی حلقہ سرحد شمالی کے زیر اہتمام ماہانہ دعوتی و تربیتی شب بسری ہر شمسی مہینہ کے پہلے ہفتہ اور اتوار کی درمیانی شب بمقام مرکز تنظیم اسلامی ڈبر (تیمر گرہ) ضلع دیر' منعقد ہوتی ہے۔ رفقاء واحباب ہفتہ کے دن نماز عصر سے قبل مرکز کے قریب واقع مسجد پہنچتے ہیں۔ عصر کی نماز کے بعد پروگرام کا آغاز ہوتا ہے اور نظام الاوقات کے مطابق اگلے روز صبح دس بجے اختتام کو پہنچتا ہے۔

ماہ اپریل 2004ء کی شب بسری 3 اپریل کو منعقد ہوئی۔ نماز عصر کے بعد شوکت اللہ شاکر' نقیب اسرہ بٹ خیلہ نے ''دعوت رجوع الی القرآن'' کی اہمیت بیان کی۔ بعد ازاں تعارفی نشست ہوئی جس کے دوران رفقاء واحباب کی چائے سے تواضع کی گئی۔ نماز مغرب کے بعد جناب ڈاکٹر فیض الرحمٰن نے ''منہج انقلاب نبویؐ'' کے موضوع پر مفصل و مدلل خطاب کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اصلاحی یا انتخابی طریق سے دین بحیثیت ایک مکمل نظام حیات کے قائم نہیں کیا جا سکتا اس کے قیام کے لئے نبی اکرم ﷺ کا انقلابی طریق اختیار کرنا ناگزیر ہے۔

نماز عشاء کے بعد اسرہ اوچ کے نقیب جناب لیاقت علی نے ''امر بالمعروف ونہی عن المنکر'' کے موضوع پر مختصر مگر اثر انگیز درسِ حدیث دیا۔ اس طرح کے اجتماع میں یہ ان کا پہلا درس تھا جسے تفہیمی اندازِ بیان کی وجہ سے بہت پسند کیا گیا۔ اس کے بعد حلقہ سرحد شمالی کے ناظمِ دعوت جناب مولانا غلام اللہ خان حقانی نے علامہ اقبال مرحوم کی دو نظموں کی تشریح وتوضیح کی اور ان کے حوالے سے دین اسلام کے انقلابی فکر وعمل کو اجاگر کیا۔ آرام کے وقفے سے قبل معتمد حلقہ جناب شاہ وارث نے رفقاء سے جنرل تحریری امتحان لیا اور گزشتہ ٹیسٹ کے نتیجہ کا اعلان کیا۔ اگلے روز نمازِ فجر کے بعد جناب حبیب علی' نقیب اسرہ غالیگے (سوات) نے سورۃ الجمعہ کے پہلے رکوع پر مشتمل درس قرآن دیا۔ ناشتے کے بعد سہ ماہی مجلس مشاورت منعقد ہوئی جس میں ایجنڈا کے تمام نکات پر بحث وفیصلہ کے علاوہ اگلی شب بسری کے لئے موضوعات ومقررین کا تعین کیا گیا اور جناب مولانا غلام اللہ خان حقانی' ناظمِ دعوت حلقہ سرحد شمالی کا سہ ماہی دعوتی پروگرام طے کیا گیا۔ دعا پر شب بسری کا پروگرام اختتام پذیر ہوا۔
(رپورٹ: شوکت اللہ شاکر)

رفقاء متوجہ ہوں

انشاء اللہ ہفت روزہ مبتدی تربیت گاہ مورخہ 9 مئی نماز عصر تا 15 مئی 2004ء

بمقام: مرکز تنظیم اسلامی گڑھی شاہو لاہور منعقد ہو رہی ہے

مبتدی رفقاء شمولیت کا اہتمام فرمائیں۔

نوٹ: موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لے کر آئیں۔

المعلن: مرکزی شعبہ تربیت تنظیم اسلامی

مئی میں دعوتی پروگرام

☆ یکم مئی تا 3 مئی سکھر' رابطہ: امیر حلقہ سندھ بالائی' جناب غلام محمد سومرو۔

فون نمبر: 071-31074 موبائل: 0300-3119893

☆ 21 تا 23 مئی' تونسہ شریف' رابطہ: امیر حلقہ پنجاب جنوبی جناب سید اظہر عاصم۔

فون نمبر: 061-223186

مرکزی ناظم دعوت' رحمت اللہ بٹر

ضرورت رشتہ

اعوان برادری کی لڑکی ایم ایس سی' ایم فل' عمر 24 سال کیلئے برسر روزگار' تعلیم یافتہ اور دیندار نوجوان کا رشتہ درکار ہے۔

معرفت: سید قاسم محمود ''ندائے خلافت'' فون: 5869501-03

دعائے مغفرت

قرآن اکیڈمی لاہور کے شعبہ مطبوعات کے ادارتی معاون طارق اسماعیل ملک کی خوش دامن صاحبہ انتقال کر گئی ہیں۔ قارئین کرام سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

اللھم اغفرلھا وارحمھا وادخلھا فی رحمتک و حاسبھا حسابًا یسیرًا

available to the people grown up in the so-called open societies and they see how the intellectual terrorists, like Friedman, Pipes and Lewis are behind planning and making the dirtiest wars of human history look legitimate.

The corporate and intellectual terrorist can't fight the dispersion of knowledge for their political bosses at Capital Hill, but the people can stop them from being too greedy, insensitive and nervous about transforming even a people's religion, as suggested by a new RAND Corporation study about Islam by Cheryl Benard — a project that has never been undertaken in the history of mankind.

The lies over Iraq should not obscure the reality that all that we hear about Islam, fundamentalism and factions in Islam are far serious fictions than the lies about WMD. If people are seeking chemical, biological and nuclear weapons, and would not hesitate to use them, it is simply because the kind of projects the leaders of "open societies" are undertaking despite their protests.

"Open societies" seems helpless because no one is able to tell the difference between Kerry and Bush. They do not know what to do when one liar replaces another and the reign of unleashing terror goes on despite the historical level of mass protest in Western history. Bringing Western governments to make sincere self-reflection needs to move to the centre of people's policy.

What drives terrorism, however, is no longer lies about WMD, the Taliban and Al-Qaeda. None of these exists today in the form in which they were presented. What fuels the terrorism are the pervasive lies about "Militant" and "political Islam," which have brainwashed almost all in the "open societies" and elsewhere around the world who have been made to believe that Muslims consider it their duty to fight against the modern world.

These lies are poorly placed on the foundation of logic that "militant Islam" spreads because there is a lack of economic opportunity. The reality is that there is a lack of political freedom under the regimes directly sponsored and promoted by the US and its allies. Islam is not responsible for it. Nor a people's right to live by their religion a crime. All attempts to hold a people from living by their religion are based on the policy and philosophy of hatred.

Such ideologies of hate are not caused but powerfully exacerbated by staged events of "terrorism." Note, for example, how 9/11 triggered anti-Islam —including continued violence — in "open societies" against Muslims. Bush and Blair, perhaps playing to the Western masses, harshly denounced the violence and declared this is not a war on Islam. So, the staged terror attacks and continued violence in the occupied Muslim countries empower radicals, retard progress towards peace and finding the real culprits behind the global violence.

The corporate, political and intellectual terrorists in the West never stop talking about the war on terror. They are wrong even in a metaphoric sense. The roots and magnitude of this struggle merely go beyond self-reflection, let alone law enforcement and pre-emption.

Now that Iraq and Afghanistan is occupied. Musharraf, Mubarak, Karimov, the House of Saud and the junta in Algeria is working on the US mission, whom would the US wage war on now?

No radical ideologies are nurtured anywhere in the Muslim world. What is presented as such in Pakistan or Saudi Arabia is the same ideology which the US used to take the Soviet Union out of Afghanistan. Those who demand an end to the direct and indirect US occupations use exactly the same ideology which was greatly rewarded and praised at the White House lawn; not in the cave of Osama bin Laden.

The US and UK cases show that once you let the nexus of corporate, intellectual and political terrorists nurture radical ideologies of hate, they become uncontrollable for the people who elect these governments. That's why the only way to combat this new global terror is to force these governments into self-reflection and start looking for the terrorists within.

اھم اطلاع

انجمن خدام القرآن' تنظیم اسلامی وتحریک خلافت کے متعلقین کے لئے یہ بات مسرت کا باعث ہوگی کہ محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب مدظلہ کے قرآن وسنت کی تعلیمات پر مبنی عمرانی فکر کی گونج اب برصغیر پاک وہند کے اردودان طبقے کی حدود سے نکل کر مغربی دنیا میں بھی سنائی دینے لگی ہے۔ یہ اسی حقیقت کی کارفرمائی ہے کہ امریکہ کی بعض اہم یونیورسٹیوں کے 9 سرکردہ پروفیسرز نے جنوری 2004ء میں پاکستان آ کر محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے افکار کو مسلسل تین روز تک

"Round Table With Dr. Israr Ahmad"

میں سنا اور بعد ازاں سوال وجواب کے ذریعے اسلام کے اس انقلابی پیغام سے آگاہی حاصل کی۔

اس پیغام کو مزید مؤکد بنانے' نکھارنے اور اسے آج کے ذہن کے مطابق پیش کرنے کے لئے

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے تحت قرآن اکیڈمی میں

Islamic Research & Training Section

کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ یہ سیکشن مذکورہ بالا اہم کام کے ساتھ ساتھ سوشل سائنسز کے اہم شعبوں میں تعلیم وتربیت اور تحقیق وتصنیف کا فریضہ بھی انجام دے گا۔ (ان شاءاللہ)

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب مدظلہ کے قرآنی فکر سے وابستہ ایسے افراد جو متذکرہ بالا پراجیکٹ میں کسی بھی انداز سے شریک ہونا چاہیں' اپنی اولین فرصت میں مندرجہ ذیل پتے پر بذریعہ مراسلہ رابطہ کریں۔ رابطہ کنندگان مراسلے میں اپنا مکمل تعارف اور اس پراجیکٹ میں متوقع شرکت کی نوعیت تفصیلاً تحریر کریں۔

برائے رابطہ: انچارج شعبہ تحقیق وتربیت' قرآن اکیڈمی' 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور

فون: 03-5869501 (ایکسٹینشن: 334)۔ email:irts@tanzeem.org

Vol: 13 Regd. No. LRL -50 No.17

Weekly Nida-e-Khilafat Lahore

View Point

Abid Ullah Jan
(E-mail: abidjan@tanzeem.org)

The Terrorists Within

Fallujah streets are littered with blood and the world is silent. Bloodletting is a routine in places under occupation despite the well-known facts that none of the Iraqis, Palestinians or Afghans have been charged or convicted for terrorism related crime in the US. Still killing them in mass is how the "war on terrorism" is thought to be the best way to beat terror.

Last week the British government unleashed a new wave of fear among the Muslim community by arresting eight Muslims allegedly plotting "the largest terrorist plot ever in that country." The amount of fear such incidents generate is enormous. It scares everyone because the due process of law is not followed and most of the time evidence is not made public, nor any open trials are held so that everyone know the details of the "crime."

The amount of fear it generates among Muslims can be judged from the fact that a family refused to travel with a book, published in Canada but simply describing the structure of an Islamic state and its comparison with the now dead democracy.

Whatever may be the motive behind such arrests, the most striking aspect of the episode is that the authorities see no involvement by Al Qaeda. In fact, not one of the suspects is foreign-born or had spent any time in the Afghan training camps. These are British, middle-class Muslim suburbanites who the authorities say became terrorists. Let us assume that they are the real terrorists.

Let us also assume that most terror attacks over the past two years have been planned by groups like this one and that the hands of US government and Israeli agencies are clean. If we assume that they are inspired, not directed, by Al Qaeda, we can also question: Why don't they get inspired by the so fine ideals of freedom and democracy of their "open societies" — the ideals for which the US and UK are ready to wipe the whole Iraqi population in a bid to make a "model" for the rest of uncivilized Muslim countries.

Tackling the threat they pose is not the key to security in this age. Finding why they pose this threat is the key to living in peace.

Terrorism today doesn't need any Muslim government backing because there seems none which is directly or indirectly not installed by the US. It is not fueled by "the openness of free societies, the easy access to technologies of violence and a radical, global ideology of hatred" as Fareed Zakaria of the Newsweek would like us to believe in April 12 edition of the Newsweek.

The first and most important thing to find out is the culprits behind the attacks in the US on 9/11 and other places. Let it be clear that the US has not come up with any bit of credible evidence about any of the "terrorist" acts committed in the last decade that could link Al-Qaeda, the Taliban or Saddam Hussein to it.

Undoubtedly, there is a resistance and rhetoric against the US and its allies' policies but that is hardly capable of undertaking terror plots of the level we witnessed in the last few years. Rhetoric of these resisting groups is enough to earn them credit for the crimes committed by fully capable forces.

Of course Western societies provide enormous freedoms to people living within them. If the advocates of perpetual war and global domination consider these a threat to their global designs, they may introduce new laws, regulations, national identity cards and biometric identification systems. But this is hardly a solution to the root cause.

The root cause is injustice. The root cause is insensitive policies of the former colonial powers who never gave real independence to the former colonies. They simply made a strategic withdrawal to run these colonies in a remote control manner through local puppets. The root cause is continued direct and indirect interference in local politics to run these countries according to the wishes of the administrations in Washington and London. The root cause is the direct and indirect occupations and perpetuating monsters like, Saddam, the house of Saud, Mubarak, King Hassan, Musharraf and Karzai in power.

Playing a video from Ayman al-Zawahiri, pleading to overthrow President Musharraf might fool people living in the "open societies" but those who suffer under the daily physical and psychological degradation of such US sponsored regimes all around the Muslim world know that it is not Al-Qaeda but the peoples' own agenda to get rid of the blood suckers at the top.

These tyrants at the top are hardly different from Babrak Krarmal or Najeeb Ullah Anjum, whose overthrow was considered legitimate by the Western powers simply because they were installed by the Moscow, not Washington.

The so-called "open societies" will have to learn to bring their governments to some level of commonsense in pursuit of self-interest. They need self-reflection more than pre-emption. They can get all the resources they try to grab by force outside their countries even if they let others live according to their own way of life.

It is not that explosives that used to be difficult to obtain are now a phone call away. It is that the suffering that BBC and CNN could hide and mis-present for years is just one switch away. You put on a switch and you see the dirty games of dirty politicians for their personal gains and direct interest of their corporate terrorist partners.

The information is more readily